



اردو ماہنامہ

سائنس

نئی دہلی

123

2004

اپریل

ISSN-0971-5711

خواب

Rs.15

*Secret of good mood  
Taste of Karim's food*

BORN IN 1913



# KARIM'S

JAMA MASJID, 326 4981, 326 9880 Hzt. NIZAMUDDIN. 463 5458, 469 8300

Web Site : <http://www.karimhoteldelhi.com>

E-mail : [khpl@del3.vsnl.net.in](mailto:khpl@del3.vsnl.net.in) Voice mail : 939 5458

ہندوستان کا پہلا سائنسی اور معلوماتی ماہنامہ  
 اسلامی فاؤنڈیشن برائے سائنس و ماحولیات نیز  
 انجمن فروغ سائنس کے نظریات کا ترجمان

## تـرتیب

- اداریہ..... 2
- ڈائجسٹ..... 4
- خواب: بچے جمونے اور شعوری..... ڈاکٹر افتد حسین فاروقی 4
- نہ سمجھو گے..... جلیل ارشد خان 10
- جسم و جان..... ڈاکٹر عبد المعز شمس 13
- قرآن قرآن ہے..... ڈاکٹر فضل ن۔ م۔ احمد 19
- امروہ..... راشد حسین 25
- علم (نظم)..... ڈاکٹر احمد علی برقی 27
- پیش رفت..... مقبول احمد سراج 29
- میراث..... 31
- مسلمانوں کے طبی و سائنسی کارنامے..... ڈاکٹر بدر الدینی خان 31
- لائٹ ہاؤس..... 37
- انٹی منی اور ہمت..... عبد اللہ جان 37
- بلند آواز..... بہرام خاں 39
- سائنس کو نر..... احمد علی 43
- الجھ گئے..... آفتاب احمد 45
- بل بورڈ..... ادارہ 46
- انسائیکلو پیڈیا..... ادارہ 47
- میزان..... ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی 49
- رد عمل..... حکیم عل الرحمن 51

جلد نمبر (11) اپریل 2004 شمارہ نمبر (4)

## ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

مجلس ادارت :		قیمت فی شمارہ = 15 روپے
ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی	5	ریال (سودی)
عبد اللہ ولی بخش قادری	5	درہم (ع۔ لسانی)
ڈاکٹر شعیب عبد اللہ	2	ڈالر (امریکی)
عبد الوہود و انصاری (سفری بعل)	1	پاؤنڈ
آفتاب احمد		زرسالانہ :
نہیمہ	180	روپے (سلاواک)
	360	روپے (بھارتی روپیہ)
مجلس مشورہ :		برائے غیر ممالک
ڈاکٹر عبد المعز شمس (دکنہ)	60	ریال (دکنہ)
ڈاکٹر عابد معز (ریاض)	24	ڈالر (امریکی)
انتیاز صدیقی (جدہ)	12	پاؤنڈ
سید شاہد علی (لندن)	3000	روپے
ڈاکٹر بشیر محمد خاں (امریکہ)	350	ڈالر (امریکی)
شمس ترمیز عثمانی (دہلی)	200	پاؤنڈ

Phone : 3240-7788  
 Fax : (0091-11) 2698-4366  
 E-mail : parvaiz@ndf.vsnl.net.in

خط و کتابت : 665/12 ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، نئی دہلی۔ 110025

اس دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے  
 کہ آپ کا زرسالانہ ختم ہو گیا ہے۔

سرورق: جاوید اشرف

# تعلیم کا تصور

طلباء میں اس وصف کو پیدا کرنے کے واسطے لازمی ہے کہ ان کو قرآن کریم کی بامقصد اور بامعنی تعلیم دی جائے یعنی وہ قرآن کریم کو سمجھ کر اس پر غور و فکر کرنے کے لائق بن سکیں۔ اسی طرح وہ قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق زندگی گزار سکیں گے۔ اس نظریے کی اہمیت کی وضاحت ایک مثال سے کی جاسکتی ہے۔ قرآن کریم ہم کو انسانیت کی خدمت کرنے کا علم دیتا ہے۔ ہر قسم کے استحصال سے منع کرتا ہے، ضرورت مند کی مدد کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اب کسی تعلیمی نظام سے دو بچے فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ مان لیں وہ ڈاکٹر بنے ہیں۔ ایک بچے کو قرآن کریم اس طرح اور اس حد تک سمجھا کر پڑھایا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی ہدایات سے مکمل واقفیت رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ دوسرا بچہ اس تعلیم سے محروم ہے۔ دونوں مسلمان ہیں۔ آخر الذکر ایسے کسی بھی ادارے میں نوکری کر لے گا جو اسے اچھی تنخواہ دے۔ اس آمدنی سے وہ ایک اچھے معیار یعنی عمدہ لائف اسٹائل کے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گزارے گا۔ اول الذکر نوکری قبول کرنے سے پہلے یہ دیکھے گا کہ آیا کہ وہ ادارہ انسانیت کی خدمت کر رہا ہے یا استحصال۔ وہ ایسے کسی نظام کا حصہ نہیں بنے گا کہ جہاں بہ ظاہر خدمت کے نام پر درحقیقت انسان کا استحصال ہو رہا ہو، ان کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھایا جا رہا ہو۔ وہ اپنی آمدنی سے حسب ضرورت اپنی ذات اور خاندان پر خرچ کر کے بقیہ دیگر مستحقین کی نذر کرے گا۔ یہ وہ جذبہ ہے جو آج بہتر لائف اسٹائل کی دوڑ میں روز بروز مفقود ہو جا رہا ہے۔ یہ مادہ پرستی وہ صارفین (Consumers) پیدا کر رہی ہے جو اس نظام کے خالقین کو مطلوب ہیں تاکہ وہ اس نظام کو نہ صرف

آج عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ تعلیم ہر قسم کے مسائل کا حل ہے۔ تاہم موجودہ دور کے نظام تعلیم نے جو افراد اور جو معاشرہ تیار کیا ہے اس نے مسائل حل کرنے کے بجائے پیدا زیادہ کیے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ تعلیم کا اس کے اصل مقصد سے ہٹنا ہے۔ آج لگ بھگ صد فی صد لوگ معاش کے حصول کی خاطر تعلیم حاصل کرتے ہیں لہذا تعلیم کا سارا زور اور تعلیمی اداروں کی تمام تر توجہ بھی اسی طرف ہے کہ اس انداز کا نظام تعلیم ترتیب دیا جائے کہ جس کی مدد سے ہر شخص بہتر سے بہتر معاش حاصل کر سکے۔ انسان کی تربیت یا "انسان سازی" کا عنصر اس ماڈی نظام تعلیم سے تقریباً مفقود ہو چکا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا نظام تعلیم بھی اسی ڈگر پر چل نکلا ہے۔ اگرچہ قرآن کریم نے انسان اور انسانیت کے لیے ایک معیار مقرر کرتے ہوئے جامع ہدایات دی ہیں اور علم کی اہمیت بھی واضح کی ہے لیکن ہم لوگوں نے قرآن کریم سے اس میدان میں بھی ہدایت حاصل نہیں کی۔ علم کے ذریعے معاش حاصل کرنے کی ایک ضمنی حیثیت تو ہو سکتی ہے اور ہے بھی تاہم یہ عین مقصد حصول علم نہیں ہونا چاہئے۔



قائم رکھیں بلکہ اس میں ہر لمحہ توسیع کرتے جائیں۔ اگر ہمارا تربیت یافتہ بچہ قرآنی فکر سے واقف ہے تو وہ سماج کے کسی بھی شعبے میں جائے کسی بھی طرح کے معاش سے وابستہ ہو، چاہے انجینئر ہو، ڈاکٹر ہو، سائنس دان ہو یا ماہر معاشیات، وہ ہر حال میں انسانیت کی خدمت کرنے پر کوشاں رہے گا۔ یہ وہ چیز ہے جو آج ہمارے نظام تعلیم سے ختم ہوتی جا رہی ہے کیونکہ یہ نظام عین مادّہ پرستوں کے تیار کردہ ماڈل پر چل رہا ہے اور محض صارفین پیدا کر رہا ہے۔ اس کا تذکرہ صرف اور صرف یہ ہے کہ بچوں میں قرآنی فکر پیدا کی جائے جس کے لیے لازم ہے کہ ان کو قرآن کریم کی تعلیم آج کے پس منظر میں اور ان کے نصاب کے جز کے طور پر دی جائے۔ وہ اس کائنات کا مطالعہ ”آیات اللہ“ کے طور پر کریں تاکہ ایک طرف انھیں اپنے رب کی عظمت اور حکمت کا احساس ہو تو دوسری طرف اس کی رحمت اور فضل کا۔ رب کی شان کو سمجھ کر ہی ان کے اندر بندگی کا وہ جذبہ پیدا ہو سکتا ہے جو ان کو مادیت کے دلکش جال سے دور رکھنے کی قوت عطا کرے گا۔ اپنے رب کے قائم کردہ نظام کو سمجھنے کے بعد، اس کائنات میں اس کے جاری و ساری ہونے کا خود مشاہدہ کرنے کے بعد ان کا یقین اس بات پر کامل ہو جائے گا کہ ان کے رب کا قائم کردہ نظام ہی حق ہے اور اس سے روگردانی کرنا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ یہ جیسی ممکن ہے کہ جب ہم قرآنی تعلیم نیز فہم و فکر کو علوم کے ساتھ یکجا دیک جان کر دیں۔ اس فیوژن کے بعد ہی ہم حصول علم کا حق ادا کر سکیں گے۔ ہمارے اداروں میں دین و دنیا کے دھارے ساتھ آکر بھی الگ الگ بہتے ہیں۔ شعبہ دینیات الگ ہے اور شعبہ جات علوم الگ۔ ضرورت اس بات کی ہے

کہ علوم کو قرآن کے ساتھ ہم آہنگ کر کے پڑھا جائے۔ علوم فطرت پڑھاتے وقت جب ہم کائنات میں وسائل کی تقسیم اور ان کے دوران (Cycle) کا ذکر کریں تو طلباء کو یہ بھی بتائیں کہ اس موضوع پر قرآن ہمیں کیا ہدایت کرتا ہے۔ معاشیات اور تجارت پڑھاتے وقت بچوں کو تجارت و معاش اور وسائل سے متعلق قرآنی احکامات بھی بتائیں اور ان کی اہمیت اور افادیت اُجاگر کریں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس کی مدد سے ہم وہ مسلمان پیدا کر سکیں گے کہ جو پورے کے پورے اسلام میں ہوں گے۔ اللہ کے دین کو، اس کے قانون کو مسجد، درگاہ یا مصلت تک محدود نہیں رکھیں گے بلکہ یہ دین تمام دنیوی معاملات میں بھی ان کا عملدراہبر اور راہنما ہوگا۔ یہی وہ امت محمدی ہوگی جو آج سے ہزار سال قبل ختم ہو گئی تھی، جس کی عظمت کے نشان آج بھی مکتبہ کو عظیم یونیورسٹی سے لے کر، بغداد، غرناطہ، قرطبہ اور استنبول کے درود یار پر نظر آتے ہیں۔

اس نظام کے قیام کے واسطے سب سے بڑا چیلنج افراد سازی ہے۔ یعنی وہ ماہرین علوم جو اپنے تخصصی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم سے بخوبی واقف ہوں اور دونوں کو بخوبی یکجا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ یہ پہلا مرحلہ ہوگا۔ ایسے افراد کی تیاری کے بعد ہی ہم ان تعلیمی اداروں کے قیام کے بارے میں سوچ سکتے ہیں کہ جہاں یہ باہم مربوط یعنی Integrated تعلیم کا نظام قائم کیا جاسکے۔ یہی وہ مسلم تعلیمی ادارے ہوں گے جن کی ہمیں اور تمام انسانیت کو ضرورت ہے۔ مسلم طلباء یا مسلم اساتذہ کی اکثریت رکھنے والے اداروں کو ہم مسلم ادارہ نہیں کہہ سکتے۔ یہ ایسی خوش فہمی ہے کہ جس کی یہ زوال پذیر قوم مزید متحمل نہیں ہو سکتی۔



# خواب سچے، جھوٹے اور شعوری سائنسی و دینی جائزہ

کے نقصانات سے باخبر کر لیا گیا اور یہودی نجومیوں کے اس غیر عقلی رویہ کی تردید کی گئی جس کے اعتبار سے ہر فرد کا مخصوص ستارہ اس کی قسمت کا تعین کیا کرتا۔ جو تلس کی طرح خوابوں سے متعلق غیر فطری نظریوں کو ترک کرنے کی تلقین بھی کی گئی اور فرعونی دور سے چلے آرہے اس چلن کو مسترد کر دیا گیا جب خواب اہم سماجی، سیاسی اور دینی فیصلوں کی بنیاد بننے لگے۔ اسلام نے خوابوں کا ایک ایسا عقلی نظریہ پیش کیا جو آج بھی دنیا کے لیے اپنی تمام تر سائنسی انکشافات کے باوجود انتہائی ترقی پذیر (Progressive) ہے۔

خواب سے متعلق اسلامی اور سائنسی نظریات کو بیان کرنے سے پیشتر ضروری ہے کہ قبل اسلام رواں چارہے نظریات کا جائزہ لیا جائے جو خوابوں کی بابت دنیا بھر میں پائے جاتے تھے۔

یونانی تہذیب میں اور ہندوستان کے ویدک دور میں یہ باور کیا جاتا تھا کہ انسان جب سو جاتا ہے تو اس کے جسم سے روح باہر آ جاتی ہے۔ باہر آکر یہ روح جو دیکھتی وہ گویا خواب ہوا کرتے۔ کہا جاتا تھا کہ کسی سوئے ہوئے شخص کو دفعتاً جگانے جائے کیونکہ ایسا کرنے میں خدشہ تھا کہ اگر روح کہیں دور بھٹکتی ہوگی تو وہ جلد ہی آکر اس شخص کے بچنے سے پہلے جسم میں داخل نہ ہو پائے گی۔ ایسی صورت حال خطرناک ہو سکتی تھی اور جسم میں داخل نہ ہونے کے سبب روح غیض و غضب ڈھا سکتی تھی جس کا مداوا مشکل تھا۔

بیسویں صدی کے متعدد یورپین مورخین نے عہد وسطیٰ کی اسلامی تاریخ کی بابت بہت ہی مثبت رویہ اختیار کیا ہے۔ گھمبھری۔ براؤن۔ برائی فیلڈ۔ بنڈرو وغیرہ نے اسلام کو ایک ایسے انقلاب سے تعبیر کیا ہے جس نے فرسودہ تصورات کو، نقصان دہ رسومات کو اور روحانیت کے جامہ میں عبرت انگیز توہمات کو ایسی کاری ضرب لگائی کہ عام انسانوں نے اپنے کو آزاد محسوس کیا اور خود اعتمادی کے جذبہ میں سرشار ہو کر اللہ کے علاوہ کسی دوسری طاقت کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ اس صورت حال کا ذکر ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ کیش (W.W.Cash) اپنی کتاب Expansion of Islam میں ان الفاظ میں کرتا ہے۔

”مسکئی علماء نے (عہد وسطیٰ میں) بتایا کہ لوگ براہ راست خدا سے رجوع نہ کریں اور کسی مرض یا مسئلہ کے حل کے لئے پہلے ان سے رجوع کریں۔ لیکن برخلاف مسکئی علماء کے اسلام نے تعلیم دی کہ لوگ براہ راست اللہ سے تعلق قائم کریں۔“

اسلامی انقلاب نے مسلم سماج میں ایک ایسا علمی اور عقلی (سائنسی) رویہ بیدار کر دیا کہ دین اور روحانیت کے نام پر کسی قسم کے استحصال کو معیوب سمجھا جانے لگا۔ جادو ٹونہ اور امراض کے لئے راہبانہ طریقہ علاج کو قطعاً ترک کر دیا گیا، علم نجوم (Astrology)



## ذائقہ

حصہ میں بھیاک خواب آتے ہیں۔

مصر کے فرعون دور میں خوابوں کی بڑی اہمیت تھی اور بہت سے انتظامی فیصلے لینے کے لیے شہنشاہ وقت (فرعون) مناسب خوابوں کا انتظار کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ کی پیدائش سے قبل بنی اسرائیل کے نوزائیدہ بچوں کے قتل عام کا حکم بھی فرعون نے ایک خواب کی بنیاد پر دیا تھا۔

بابل (Babylonia) کی قدیم اور کسی حد تک ترقی یافتہ تہذیب کے دوران مختلف قبائل کے لوگ خوابوں کو اپنے اپنے خداؤں سے منسوب کر کے اور راہوں سے ان کی تعبیر معلوم کر کے مختلف عبرت انگیز اقدام کا ارتکاب کرتے جس کے نتیجے میں اکثر خونریزی کی نوبت بھی آجاتی۔

دنیا کی مشہور تہذیبوں میں مردخ نظریہ کے برخلاف اسلام میں خوابوں کی نسبت نہایت مثبت اور عقلی رویہ اپنایا گیا۔ ایک طرف جہاں بعض خوابوں کو اچھے سچے خواب بتایا گیا تو خراب اور ڈراؤنے خوابوں کو شیطان کی جانب منسوب کر کے ان کے تذکرے سے بھی اجتناب کی تاکید کی گئی۔ اس کے علاوہ خوابوں کو انسان کے شعور اور لاشعور کا عکس (Reflection) بھی بتایا گیا۔ چنانچہ خوابوں کی بنیاد پر کسی حکمی فیصلہ کو غلط قرار دیا گیا۔ خوابوں کی ایسی تعبیر دینے سے گریز کرنے کی صلاح دی گئی جس سے عام ذہنوں میں ڈر پیدا ہو۔ محمد ابن سیرین (پہلی صدی ہجری) نے مختلف خوابوں کی تعبیر اسلامی نقطہ نظر سے یعنی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کی ہے اور انھیں تعبیر رویاء کے نام سے کتابی شکل بھی دی ہے لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ خوابوں کی کیا اہمیت ہے تو فرمایا کہ ”اگر تم جاگتے میں اللہ کا خوف رکھتے ہو تو پھر اس کی فکر نہ کرو کہ تم نے سوتے میں کیا دیکھا۔“ ابن سیرین کے اس قول کو خواب کے تئیں اسلامی فکر کہا جاسکتا ہے۔

قدیم یونانی لٹریچر کے مطابق خواب ہمیشہ ہی خدا کی جانب سے حکم کا درجہ رکھتے اور ان میں بتائے ہوئے احکامات کی پیروی ہر فرد پر لازم تھی۔ ہومر (Homer) نے اپنے ناول ایلیڈ (Iliad) میں یہ بھی بتایا کہ خواب دیس (Zeus) نامی خدا کی جانب سے ہوا کرتے ہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اپنی ڈاورس (Epidauros) نامی عبادت گاہ میں جو بھی خواب دیکھے جاتے تھے وہ اصل میں خواب نہ تھے بلکہ ایس کلمے تھے (Aesclepius) (جو

محمد ابن سیرین (پہلی صدی ہجری) نے مختلف خوابوں کی تعبیر اسلامی نقطہ نظر سے یعنی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کی ہے اور انھیں تعبیر رویاء کے نام سے کتابی شکل بھی دی ہے لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ خوابوں کی کیا اہمیت ہے تو فرمایا کہ ”اگر تم جاگتے میں اللہ کا خوف رکھتے ہو تو پھر اس کی فکر نہ کرو کہ تم نے سوتے میں کیا دیکھا۔“ ابن سیرین کے اس قول کو خواب کے تئیں اسلامی فکر کہا جاسکتا ہے۔

ایک طبیب تھا، لیکن بعد میں خدا کا مرتبہ حاصل کر گیا) کی جانب سے مختلف بیماریوں کے نسخے تھے جن پر عمل کرنا دینی فرض تصور کیا جاتا۔ یونانیوں کی عام طور سے غیر عقلی روش کے باوجود سقراط اور افلاطون نے خوابوں پر کسی حد تک عقلی باتیں تحریر کیں لیکن یونانی سماج نے ان کا نوٹس نہ لیا اور ہر خواب کو روحانیت سے تعبیر کرتے رہے۔ افلاطون نے خوابوں پر جو مقالہ لکھا اس میں ایک غلطی کر بیٹھا۔ اس نے حکمی طور سے اس خیال کا اظہار کیا کہ اچھے خواب صرف نیک اور دیندار لوگ ہی دیکھتے ہیں۔ جبکہ بدکار لوگوں کے



## ذائقہ

کچھ احادیث جو حضرت انسؓ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں کے بموجب حضور اکرم ﷺ کا قول تھا کہ ”خواب نبوت کے چھالیس اجزاء میں سے ایک ہے (ابوداؤد۔ مسلم وغیرہ) اس حدیث پر متعدد محدثین نے سیر حاصل تبصرے کیے ہیں۔ بعض نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ بغیر اسلام مبعوث ہونے سے قبل متواتر چھ ماہ تک اچھے خواب دیکھتے رہے اور نبوت کے اشارے پاتے رہے جس کے ثبوت کے طور پر حضرت عائشہؓ سے منسوب حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ وحی کے نزول سے قبل بہت سی سچائیاں حضور اکرم ﷺ کو خوابوں کے توسط سے حاصل ہوئیں۔ اس طرح قبل نبوت خوابوں کے چھ ماہ کے دوران وحی کے تیس سالوں کا چھالیسواں حصہ قرار پاتے ہیں۔ کچھ حدیثیں ایسی بھی ہیں جن میں خواب کو نبوت کا پینتالیسواں یا سترہواں حصہ بتایا گیا ہے۔ بہر حال ان ساری احادیث سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے خوابوں کی اہمیت کو ضرور بتائی لیکن ضرورت سے زیادہ نہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ یہ نبوت کا بڑا حصہ نہیں ہوتے۔

جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر صحابیوں کے خوابوں کی تعبیر خود ہی بتاتے اور خوشخبری کا مژدہ سناتے۔ مسلم کی ایک حدیث کے بموجب کسی صحابیہ نے اپنے ایک ایسے خواب کا ذکر کیا جس میں انھوں نے گوشت کے ٹکڑے کو اپنی گود میں دیکھا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ (صحابیہ) آپؐ کی ہونے والی اولاد کو گود میں کھلائیں گی اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ان صحابیہ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنی گود میں کھلایا۔ نبی کریمؐ نے اپنی آئندہ آنے والی امت کو ایک خوشخبری یہ بھی دے دی کہ ”جس کسی نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے گویا مجھے دیکھا۔“

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے دوران نبوت ایک ایسا خواب دیکھا جس کی غلط تعبیر کو بنیاد بنا کر وہ اپنے قریبی دست حضرت ابو بکر سے دوری اختیار کرنے لگے۔ حضرت ابو بکر کو جب یہ احساس ہوا کہ حضرت سلمان فارسی ان

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات بہ سلسلہ خواب نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان ارشادات نے مسلمانوں میں خوابوں کا ذکر ایک لذت ختم کر دیا اور یہ معروضہ بھی مسترد ہو گیا کہ برے خواب دیکھنے والا صرف برا ہی آدمی ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”اچھا خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے“ اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اچھے خواب دوستوں کو سنائے جائیں اور برے خوابوں کا ذکر کسی سے نہ کیا جائے۔“ ایک موقع پر کسی نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ ”میں نے خواب دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور وہ لڑھک رہا ہے اور میں اس کے پیچھے ہوں۔“ حضور اکرم ﷺ نے اس خواب کو سن کر اپنی بے اعتنائی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ایسے خوابوں کا ذکر نہ کیا جائے (راوی حضرت جابر۔ مسلم) ان ارشادات کا اثر یہ ہوا کہ حضرت ابو قتادہؓ نے کہا کہ ”جب سے میں نے رسول اکرم ﷺ کے خوابوں کی بابت فرمان سنے اس وقت سے اگر پہاڑ سے بھی بھاری خواب دیکھتا ہوں تو پروا نہیں کرتا“ (مسلم)۔ محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث کی روشنی میں بتایا کہ نبی کریمؐ کے قول کے مطابق خواب جو اللہ کی جانب سے ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شیطان کی طرف سے اور تیسرے وہ خواب جو انسان کے ہی خیالات اور لاشعور کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ اس تیسری قسم کے خوابوں کو بڑی اہمیت دیتے چنانچہ اکثر آپؐ نماز فجر کے بعد صحابیوں سے دریافت فرماتے کہ انھوں نے گزشتہ رات کو سوتے میں کیا دیکھا۔ صحابہؓ اپنے اپنے خوابوں کو بیان فرماتے۔ حضور اکرم ﷺ حاضرین سے ان کی تعبیر بتانے کے لیے کہتے اور پھر یا تو ان سے شفق ہوتے یا کوئی دوسری تعبیر خود ہی ارشاد فرمادیتے (راوی سرہ بن جندب)۔ اس طریقہ کار سے حضور ﷺ اپنی امت کے شعور اور لاشعور سے واقفیت حاصل کرتے۔





## ذائقہ

پکار رہا ہے۔ چند ہی دن بعد انھیں بادشاہ نجاشی کے ذریعہ سے رسول اکرمؐ کا پیغام ملا کہ وہ آپؐ کی بیوی کے واقف ہوئے اور یہ کہ اسی دوران ہجرت انھیں زوجیت میں لینا چاہتے ہیں۔ اس طرح حضرت ام حبیبہ کا خواب سچ ثابت ہوا اور وہ زوجہ مطہرہ ہونے کا شرف حاصل کر گئیں۔

خوابوں نے اکثر دین و عمل سے سرشار مسلمانوں میں ہمت اور حوصلہ بڑھایا ہے اس کی ایک مثال طارق بن زیاد کے اس خواب سے دی جاسکتی ہے جسے اس نے اس کشتی میں سوتے ہوئے دیکھا تھا جب وہ ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں اسپین پر حملہ آور ہونے کے لیے صرف سات ہزار کے لشکر کے ساتھ بحر متوسط عبور کر رہا تھا۔ جیسے ہی کشتی میں اس کی آنکھ لگ گئی تو اس نے خواب میں سرور کائنات ﷺ کو اس انداز میں دیکھا کہ وہ سمندر پر چلتے ہوئے تشریف لارہے ہیں۔ خلیفہ راشدین ان کے ساتھی ہیں اور طارق کی کشتی سے گزرتے ہوئے فرما رہے ہیں ”طارق بڑھے چلو“ طارق جاگ گیا۔ خوشی سے سرشار اس نے اپنے ساتھیوں کو خواب سنایا جسے اس نے فتح اندلس سے تعبیر کیا۔ نئے حوصلہ کے ساتھ وہ اندلس کے ساحل پر اترے۔ شہنشاہ راڈرک کے ستر ہزار سپاہیوں کو شکست فاش دی اور اس طرح اسپین کی اسلامی تاریخ کا نیا اور درخشاں باب کھول دیا۔

خوابوں نے بھی کبھی مسلمان حکمرانوں کو غلط رویہ سے روکا بھی ہے۔ واقعہ مشہور ہے کہ عباسی خلیفہ مہدی نے حضرت موسیٰ الکاظمؑ کو قید کیا تو ایک رات اس نے خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ وہ سورہ محمد کی بایسویں آیت کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ (ترجمہ آیت: کیا تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھاؤ اور رشتہ دار یاں کاٹ ڈالو)۔ مہدی کی آنکھ کھلی تو رات باقی تھی۔ وہ لرزہ اندام تھا اور صبح کے انتظار کا

سے کچھ ناراض ہیں تو اس کی وجہ دریافت کی۔ خواب کا حال معلوم کر کے حضرت ابو بکر مسکرائے اور انھوں نے اس خواب کی بالکل مختلف تعبیر بتائی جسے نبی کریمؐ نے صحیح بتایا اور اس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت سلمان فارسی کے درمیان غلط فہمی رفع ہو گئی۔

یہی نہیں کہ رسول کریمؐ صحابیوں کے خواب معلوم کرتے بلکہ اس اوقات اپنے خواب بھی انھیں سناتے اور پوچھتے جاتے پر ان کی تعبیر بھی بیان فرماتے۔ مسلم کی ایک حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے کہ پیغمبر خدا نے خواب میں دیکھا کہ انھیں دودھ کا گلاس پینے کو دیا گیا جو انھوں نے سیر ہو کر پیا اور کچھ بچ رہا جسے انھوں نے حضرت عمرؓ کو دیدیا۔ صحابیوں نے اس خواب کی تعبیر معلوم کی تو آپؐ نے فرمایا ”علم“۔ حضرت ابوسعید خدری سے مروی ایک دوسری حدیث میں کہا گیا ہے کہ نبی کریمؐ نے خواب میں حضرت عمرؓ کو اس طرح دیکھا کہ لباس ان کے جسم کو مکمل طور پر ڈھانکے ہوئے تھا۔ پوچھتے جاتے پر آپؐ نے فرمایا ”دین“ (دین مکمل)۔

ایک روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے اذان دینے جانے کے الفاظ طے کرنے کی خاطر صحابیوں سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمرؓ اور ایک دوسرے صحابی نے اس اذان کی تفصیل بتائی جو انھوں نے خواب میں سنی اور دیکھی تھی۔ رسول اللہؐ نے ان الفاظ کو پسند فرما کر انھیں ادا کرنے کا حکم دیدیا۔

سچے خوابوں کے دو واقعات حضرت صفیہ اور حضرت ام حبیبہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت صفیہ نے آنحضرتؐ کے خیبر پر حملہ سے قبل خواب میں دیکھا کہ ایک چاند یثرب کی سمت سے نکل کر ان کی گود میں آگیا ہے۔ اس خواب کی تعبیریوں ظاہر ہوئی کہ قلعہ قوص کی فتح اور کنانہ کی موت کے بعد حضرت صفیہ قیدی کی حیثیت سے مدینہ لائی گئیں جہاں انھوں نے بخوشی و رغبت اسلام قبول کیا اور زوجہ مطہرہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح حضرت ام حبیبہ نے دوران ہجرت حبشہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد خواب دیکھا کہ انھیں کوئی ام المؤمنین کہہ کر



## ذائقہ

حوالہ سورہ انفال (آیت: 43) میں کیا گیا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو خواب نبی کریم ﷺ نے مکہ میں پُر امن داخلہ کی بابت دیکھا اس کا اشارہ سورہ فتح (آیت: 27) میں ملتا ہے۔ سورہ یوسف (آیت: 4 اور 5) میں گیارہ ستاروں سے متعلق حضرت یوسف کے خواب اور حضرت یعقوب کی نصیحت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی سورہ کی آیت 41 میں حضرت یوسف کے ساتھی قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان ہوئی ہے۔ کچھ تعبیریں آیت نمبر 47 اور 49 میں مذکور ہیں۔ سورہ طحہ میں اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں حضرت موسیٰ کی والدہ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ نوزائیدہ بچہ (حضرت موسیٰ) کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں بہادیں (آیت نمبر 39)

موجودہ سائنسی ترقی بہت سے مدارج طے کر چکی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے عروج پر ہے۔ لیکن خوابوں کی نسبت ایسی تحقیقات نہیں ہوئی ہیں جنہیں قطعی کہا جاسکے۔ آج بھی خواب کی فزیالوجی (Physiology) یعنی علم ترکیب اندہیرے میں ہے اور صرف یہ کہا جاتا ہے کہ سوتے میں خواب اصل میں انسان کا شعوری عمل (Conscious State) ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ خواب شعور کے مرکزی حصہ (Central Organs) کا اثر ہیں۔ سائنسی اعتبار سے غالباً فرائد (Freud) پہلا شخص تھا جس نے خوابوں پر ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا اور ہر خواب کا تعلق لاشعور سے قائم کرنے کی کوشش کی۔ فرائد کی تحقیق کی بنا پر نفسیاتی تجربہ (Psycho-analysis) نسبتاً آسان ہو گیا اور دماغی امراض (Psychiatry) کے علاج میں خاصی پیش رفت ہوئی۔ روس، فرانس، جرمنی اور جاپان میں کافی تحقیقات کی گئیں لیکن سائنسی اعتبار سے بہت ثبوتیں سامنے نہ آئیں سوائے چند باتوں کے۔ مثلاً یہ کہ دل، دماغ اور معدہ کی خرابی کی بنا پر لوگ زیادہ خواب دیکھتے ہیں۔ معدہ خراب ہو، بد ہضمی ہو تو ذرا اونے خواب دکھائی پڑتے ہیں۔ جسمانی خور سے اگر انسان تکلیف سے لیٹا سو رہا ہے تو وہ تکلیف دہ خواب دیکھتا ہے۔ اعصابی تناؤ (Condition of Muscles) کی بنا پر انسان خواب میں

حوصلہ نہ تھا۔ چنانچہ اسی وقت وزیروں کو بلا کر حضرت موسیٰ الکاظم کو رہا کر دیا اور اعزاز و اکرام کے ساتھ ان سے معاف کر دیا۔

خواب سچے تو ہوتے ہیں لیکن ان کی تعبیر کو بروئے کار لانے کے لیے عزم و ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ قومیں اپنے عروج کے دوران خواب کو سچ ثابت کر دکھاتی ہیں جس طرح کہ طارق نے کیا تھا لیکن اپنے زوال کے دوران تعبیر اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی حشر عثمانی خلیفہ سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں بازنطینیوں کا ہوا۔ زبردست علم و حکمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جب محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا (857 ہجری) تو وہاں کے شہریوں اور سپاہیوں نے ”تیا صوفیا“ نامی کلیسا میں پناہ لی اور ایک ایک عیسائی پادری کے خواب کی تعبیر کا انتظار کرنے لگے جس میں گویا بشارت دی گئی تھی کہ ”ایک دن جب دشمن کلیسا کے مرکزی ستون تک پہنچ جائے گا تو آسمان سے ایک فرشتہ ہاتھ میں تلوار لیے نازل ہوگا۔ یہ تلوار ایک ناتواں کے حوالہ کر دی جائے گی جو اس کی مدد سے دشمن پر حملہ آور ہو کر ان کو اناطولیہ سے ایران کی سرحدوں تک بھگا دے گا“ لیکن خواب سچ ثابت نہ ہوا۔ نہ کوئی فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور نہ رومیوں کی شکست فتح میں تبدیل ہو سکی۔ افسوس کہ عیسائیوں ہی کے مانند مسلمانوں نے بھی اپنے زوال کے دوران اس قسم کے خواب دیکھے جو پورے نہ ہوئے۔ فرشتوں کے انتظار میں صدیاں گزر چکی ہیں۔ اب تو انہیں یہ بھی یاد نہیں کہ قرآن کا ارشاد ہے: (ترجمہ) ”واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے“ (سورہ رعد۔ آیت: 11)

قرآن کریم میں خوابوں کا تذکرہ متعدد بار ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم کے خواب کا ذکر سورہ طہ (آیت: 102) میں موجود ہے۔ جنگ بدر سے قبل جو خواب حضور ﷺ نے دیکھا تھا اس کا



## ذہنی جست

خواب کم دیکھتا ہے۔ گہری نیند میں خواب کم دکھائی دیتے ہیں۔ زیادہ تر خواب اپنی نیند ہی میں نظر آتے ہیں۔ اس طرح زیادہ تر خواب سونے کے فوراً بعد دکھائی دیتے ہیں یا بچر بیدار ہونے سے قبل۔ خواب کے وقفہ کی بابت سائنسدانوں میں اختلاف ہے۔ بعض سائنسدانوں کا نظریہ ہے کہ جو واقعہ خواب میں نظر آتا ہے اس کا وقفہ اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ خواب کا وقفہ۔ لیکن کچھ دوسرے سائنسدانوں کا دعویٰ ہے کہ طویل واقعات بہت کم وقفہ کے خواب میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک اہم حقیقت یہ بھی ہے کہ انسان کو انتقال سے کچھ قبل خواب کے ذریعہ آنے والی موت کی خبر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے ڈھلتے ہوئے قوی (Dying Organs) دماغ میں اپنے خاتمہ کا سگنل (Signal) دیتے ہیں جو خواب کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

بہر حال سائنسی اعتبار سے خواب کی کچھ بھی اصلیت ہو یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض خواب سچے ہوتے ہیں تو بعض جھوٹے اور کچھ ایسے بھی جو انسان کے اپنے شعور۔ خیالات۔ فکر اور لاشعور کا مظہر (عکس) ہوتے ہیں۔ اور اس درجہ بندی (Classification) سے انکار کسی سائنسدان کے لیے ممکن نہیں ہے۔

اپنے کو اڑتے ہوئے دیکھتا ہے۔ ایک سائنسدان کا یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگوں کی طاقت اور ادراک و قیاس (Reasoning Power) خواب میں بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ بہت سے دانشور مشکل مسائل کا حل خواب میں پالیتے ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور کیمیا داں کیکولے (Kekule) نے بنزین (Benzene) کا فارمولا خواب ہی میں پایا اور اسی طرح پروفیسر ہلپرکٹ (Prof Hilprecht) نے قدیم باہل تہذیب کے پتھروں پر تحریر کردہ الفاظ کو پڑھنے میں اس وقت کامیابی حاصل کی جب اسے خواب میں چند یقینی اشارے مل گئے۔ سائنسدانوں نے ایسی تحقیقات بھی کی ہیں جن کی بنیاد پر خواب کے وسیلہ سے ٹیلی پیتھی (Telepathy) کے عمل کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

امریکہ کے کچھ محققین نے ثابت کیا ہے کہ مخصوص دواؤں بھی کچھ خاص قسم کے خوابوں کی محرک بنتی ہیں۔ ایک تجربہ کی بنیاد پر ثابت کیا گیا کہ لاطینی امریکہ کے کچھ لوگوں نے ہوس جن (Hallucinigen) نامی دواؤں کو کھا کر غیر معروف جانوروں کو خواب میں دیکھا اور ان کا حلیہ بتایا جو انھوں نے ہوش میں کبھی نہ دیکھے تھے۔ روس میں ہوئی تحقیقات کی بنیاد پر بتایا گیا ہے کہ پاگل آدمی خواب بہت دیکھتا ہے جبکہ کم عقل لوگوں کو بہت کم خواب دکھائی پڑتے ہیں۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ پینسٹھ سال کی عمر کے بعد انسان

لگن، کڑی محنت اور اعتماد کا ایک مکمل مرکب  
دہلی آئیں تو اپنی تمام تر سفری خدمات درہائش کی پاکیزہ سہولت



عظمیٰ گلوبل سروسز و اعظمی ہوسٹل سے بنی ماصل گزین

اندر ون ویر ون ملک ہوئی سفر یوز، امیگریشن، تجارتی مشورے اور بہت کچھ۔ ایک چھت کے نیچے۔ وہ بھی دہلی کے دل جامع مسجد علاقہ میں

فون : 2327 8923 فیکس : 2371 2717  
منزل : 2328 3960 : 2692 6333

198 گلی گڑھیا جامع مسجد ہوئی۔ ۵



# نہ سمجھو گے تو.....!

استعمال کرتے ہیں۔ اس کے برے نتائج جب سامنے آئے تو وہاں کی حکومتیں متحرک ہو گئیں۔ ایک سروے کے مطابق تعلیم میں 15 سال سے کم عمر بچوں میں 70 سے 80 فیصد بچوں کے دانت سڑے ہوئے پائے گئے۔ 60 فیصد بچوں میں مونا پے کی شکایت پائی گئی۔ کھیتے کودتے مرنے

سے بڑیوں کے نوٹے کے تناسب میں بھی ریکارڈ اضافہ درج کیا گیا۔ دران سبکی کے پیچھے کولا مشروبات پائے گئے۔ جن میں کولا مشروبات کا استعمال بڑھ رہا ہے وہاں بچوں میں یہ شکایات دن بہ دن بڑھ رہی ہیں۔ خود ہمارے ملک میں بھی اونچے طبقے کے بچوں میں یہ شکایات عام ہو رہی ہیں۔

آئیے ہم سائنس کی روشنی میں ان مشروبات میں استعمال ہونے والے اجزاء کا جسم انسانی پر اثر دیکھیں۔

کولا مشروبات میں جھاڑ پید کرنے کے لیے فاسفورک ایسڈ کا استعمال ہوتا ہے۔ ان مشروبات کا pH 3 سے 5 ہوتا ہے۔

(pH تعزایت یا شوریات ناپنے کا اسکیل ہے۔ اس پر 2-3 کی رینج مفید تعزایت کی نشاندہی کرتی ہے) فاسفورک ایسڈ جب دانتوں اور ہڈیوں سے رابطے میں آتا ہے تو اس وقت دانتوں اور ہڈیوں میں موجود کالشیم گھٹانا شروع ہو جاتا ہے۔ اور دانت و ہڈیاں کھوکھے ہو کر شروع

گزشتہ دنوں کوکا کولا، پیپسی، ریکا، اسپرائٹ اور تھمس اپ جیسے بوتل بند مشروبات میں ڈی۔ ڈی۔ ٹی اور اسی طرح کی دیگر جراثیم کش ادویات تناسب سے 30 سے 35 گنا زیادہ پائی گئیں۔ مگر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر اس نقص کو دور کر دیا جائے تو یہ مشروب محفوظ ہوں گے؟ اگر آپ یہی سوچتے ہیں تو آپ کا خیال قطعی غلط ہے۔ کیونکہ اس کے دیگر اجزاء بھی صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اس لیے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ بوتل بند زہری ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور یہ بات ثابت بھی ہو چکی ہے۔ جراثیم کش ادویات سے زیادہ ان مشروبات میں رنگ، جھاڑ، مزہ، چمکانہٹ اور مٹھاس کے لیے استعمال ہونے والے فاسفورک ایسڈ، کیفین، برکیائی رنگ، شکر اور سیکرین وغیرہ خطرناک ہیں۔

ہمارے ملک میں جس طرح سے اور جس مقدار میں جراثیم کش ادویات کا استعمال ہوتا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جواتار، انگوڑے جیسے پھل، سبزیاں بوتل بند دودھ، اور انڈوں کا استعمال کرتے ہیں ان میں بھی ڈی۔ ڈی۔ ٹی اور جراثیم کش ادویات کی کچھ مقدار پائی جاتی ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک میں کوکا کولا، اور پیپسی جیسے مشروبات کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ وہاں اکثر بچے پچیس پالی کی جگہ کوکا کولا ہی

کولا مشروبات کو رنگین بنانے کے لیے اور آدمی کو اس کی لت لگانے کے لیے (یعنی عادی بنانے کے لیے) اس میں کچھ خاص کیمیائی مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔ اگر یہ مشروبات 10 درجہ سینٹی گریڈ سے زیادہ گرم ماحول میں رکھے رہ جائیں تو ان کیمیائی مرکبات میں تخریبی عمل ہو کر کینسر (سرطان) کے لیے ذمہ دار مرکبات تیار ہو جاتے ہیں۔



## ڈانجسٹ

میں جو تیزاب ہوتا ہے اس کا جسم کے لیے یہ جسم کی تعمیر میں کوئی رول تو نہیں ہوتا۔ اٹالیہ خون کے پی ایچ کو متاثر کرتا ہے۔

تحقیقین کا تو کہنا ہے کہ کولا مشروبات کا استعمال واش بینس اور ٹوائلٹ سیٹ صاف کرنے کے لیے کیا جانا چاہئے کیونکہ اس میں موجود تیزاب واش بینس اور ٹوائلٹ کو صاف کرنے کی بہترین صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ بات ذہن میں رکھ ضروری ہے کہ ہمارا جسم کوئی واش بینس یا ٹوائلٹ سیٹ تو ہے نہیں.....!

کولا مشروبات کو رنگین بنانے کے لیے اور آدمی کو اس کی لت لگانے کے لیے (یعنی عادی بنانے کے لیے) اس میں کچھ خاص کیمیائی مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔ اُمر یہ مشروبات 10 درجہ سینٹی گریڈ سے زیادہ گرم ہوا میں رکھے رہ جائیں تو ان کیمیائی مرکبات میں تخریبی عمل ہو کر کینسر (سرطان) کے لیے ذمہ دار مرکبات تیار ہو جاتے ہیں۔ بھارت جیسے ملک میں یہ مشروبات بننے کے بعد سے استعمال میں آنے تک کچھ دنوں سے لے کر ہفتوں کا وقت لیتی ہیں۔ اس دوران وہ عام طور پر بغیر ریفریجریٹر کے ہی رکھی رہتی ہیں۔ واضح ہو کہ ہمارے ملک میں اوسط درجہ حرارت 25C سے 45C تک ہوتا ہے اور یہ بوتلیں اسی درجہ حرارت پر رکھی جاتی ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ لانے لے جانے کے لیے بھی وہ عام طور پر لوہے کے جھنگے لگے ہوئے کھلے ٹرکوں میں رکھی جاتی ہیں۔ خصوصاً دیہاتی علاقوں میں تو یہ پینے کے صرف ایک آدھ گھنٹہ پہلے ہی سرد کی جاتی ہیں یا اس میں برف ملا کر استعمال کی جاتی ہیں۔ اس طرح اس میں موجود سرطان کے نئے ذمہ دار اجزاء جو زیادہ درجہ حرارت کی وجہ سے بن جاتے ہیں۔ جسم میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس سائنسی تجزیہ کے بعد اور مندرجہ بالا نتائج کو دیکھتے ہوئے آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ جس طرح سے تمباکو، شراب، سگریٹ، گانجہ، اِلم، ہیروئن جیسی منشیات اور شکر کے انسانی صحت کے لیے مضر و مہلک ہیں، کولا اور قہقہسی ان سے کچھ کم مہلک نہیں! یعنی اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صرف ڈی۔ ڈی۔ نی کی

ہو جاتے ہیں۔ یہ کیشیم خون میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور خون میں کیشیم کی مقدار بڑھتی ہے۔ اس وجہ سے دانتوں، ہڈیوں کی مضبوطی اور ہمو متاثر ہوتی ہے۔ اور جوڑوں میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ اور معمولی چوٹ بھی فریکچر کا باعث بن جاتی ہے۔ خون میں موجود کیشیم کی زیادہ مقدار گردوں کو پیشاب کے راستے جسم سے باہر خدج کرنا پڑتی ہے۔ اس وجہ سے گردوں پر دباؤ تو آتا ہی ہے کیشیم کے جدو کی وجہ سے مثلاً اور گردوں کی پتھری اور پیشاب کرتے وقت جلن کا احساس ہونا جیسے امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح دانتوں کا ٹونج جیسے امراض کا تناسب بھی بڑھ جاتا ہے۔

کولا مشروبات میں مشاس پیدا کرنے سے بے شکر اور سیکرین جیسے اجزاء کا استعمال ہوتا ہے۔ ایک بوتل میں اتنی شکر استعمال کی جاتی ہے جس سے 100 سے 120 کیلو گرام حاصل کی جاسکتی ہیں۔ متواتر کولا کے استعمال سے خون میں شکر کی مقدار بڑھتی ہے اور لیبھ پر دباؤ آنے کی وجہ سے ذیابیطس کا مرض لاحق ہونے کا خطرہ لگنی گئی بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح شکر کی زیادتی کی وجہ سے مونا پ بھی بڑھتا ہے۔

آج ترقی یافتہ ممالک (امریکہ، یورپ، ہانگ کانگ وغیرہ) میں 15 سے کم عمر کے 60 فیصد بچوں میں مونا پے کا تناسب بڑھا ہے۔ اس کا اہم سبب زیادہ کیلو گرام بڑھنے والے کولا مشروبات، پیزا (Pizza) اور برگر جیسے فاسٹ فوڈ کا استعمال ہے۔ انہی بچوں میں ان کی عمر کے تیسرے یا چوتھے عشرے میں ہڈی پریش، ذیابیطس اور دل کی بیماریاں لاحق ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔

کولا مشروبات تیز بنی ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے منہ میں کھٹاپن اور معدہ میں تیزابیت (Acidity) بڑھتی ہے دکاریں آتی ہیں اور نظام ہاضمہ متاثر ہوتا ہے۔

انسانی خون کا pH (پی۔ ایچ) 7.5 ہوتا ہے اور اسی حالت میں جسم کے اعضائے ریسہ دل، جگر، پیچیدہ، شہرے و نظام ہاضمہ صحیح طور پر کام کر سکتے ہیں جبکہ یہ پی ایچ مستقل رہے۔ (یعنی 7.5) اگر پی۔ ایچ کم یا زیادہ ہو تو سارا نظام مجز جاتا ہے۔ اب کولا مشروبات





## ذائقہ جست

بلاروک ٹوک فروخت ہو رہے ہوں تو ہمیں حیرت نہیں ہونی چاہئے۔

### اپنی آنے والی نسلوں کو محفوظ کیجئے

بین الاقوامی صحت ادارے (WHO) نے انتباہ دیا ہے کہ ہمارے ملک میں 2020ء سے 2040ء کے درمیان اس وقت موجود 30 سے 40 سال کی عمر کے افراد میں (جو آج 10-15 سال کی عمر کے بچے ہیں) ذیابیطس اور دل کی مختلف بیماریوں کے مریض اس طرح سے نظر آئیں گے گویا کہ یہ وبائی امراض ہوں۔ اور بھارت میں زیادہ تر مریض، ذیابیطس، جڈ پریش اور ایڈز کے ہوں گے۔ اور ان سب کا سبب ہوں گے ذہنی تناؤ، پیزا (Pizza)، برگر اور تلی ہوئی غذائیں، کولا اور پتیپی جیسے مشروبات اور آرام دہ طرز زندگی و ماحولیاتی آلودگی۔

امریکہ نے آژو معیشت کے پردے میں کولا، پتیپی اور میکڈونالڈ جیسے فاسٹ فوڈ کو ہمارے دست خوان تک پہنچا دیا ہے۔ اور یہ ہمارے نو نہالوں کے حق میں کسی بھی زاویہ سے ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک و ملت کا یہ مستقبل بڑے پیمانے پر ان غویات کا دیوانہ ہوا جا رہا ہے۔ اور ہمارے معاشرے کے خود ساختہ ”اوپنچے طبقے“ کے لوگ کولا ہی پیتے ہیں۔ اور یہی جوش بھی کرتے ہیں۔

اس ممکنہ خطرہ سے ہماری آئندہ نسلوں کو محفوظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح سے ہم نے ٹی، بی، یو، ایڈز وغیرہ کے خلاف مہم چلائی ہے۔ اسی طرح ان مشروبات کے خلاف بھی منظم انداز میں مہم چلائیں۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ یہ مہم سرمایہ دار مکتبی کمپنیوں کے خلاف ہوگی۔ اس لیے حکومت کی طرف سے حد، من تو جمال ہوگا۔ اس لیے عوامی طور پر اس کا بائیکاٹ ہونا چاہئے۔ اگر ہمیں مستقبل میں ”صحت مند بھارت“ دیکھنے سے قوی نہایت ہی ضروری ہے کہ ہم پتیپی اور کولا جیسے مشروبات، میکڈونالڈ کی فاسٹ فوڈ کو اپنے بچن سے نکال باہر کریں۔

تو کیا آپ تیار ہیں اس

مقدار کو کم کر دینے سے ہی مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں جب سامنے آئیں تو تعلیم کی حکومت نے ان مشروبات کی ملک میں فروخت پر پابندی عائد کر دی۔ فرانس اور اسپین میں بھی ان پر پابندی عائد کروانے کے لیے حکومتی سطح تک پلچ شروع ہو چکی ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ مذکورہ ممالک میں ڈی۔ ڈی۔ ٹی و دیگر جراثیم کش ادویات کی مقدار زیادہ نہیں تھی مگر پھر بھی ان کے اجزاء کے مہلک اثرات کو دیکھتے ہوئے ان حکومتوں نے یہ اقدام کیا ہے۔ پتیپی اور کولا کو لانا بنانے والی ان مالد امریکن کمپنیوں کا مقصد کسی بھی طرح سے محض پیسہ کمانا ہے۔ آج وہ 60 سے 70 پیسے میں بننے والے مشروب کو 10 سے 12 روپیوں میں فروخت کرتی ہیں۔ اور بھارت سے 300 سے 400 کروڑ روپے کا زرمبادلہ یہ کمپنیاں منافع کی شکل میں قانونی طور پر لوٹ کر لے جاتی ہیں۔ اور کیا آپ جانتے ہیں کہ اس پیسے میں غاصب یہودیوں کا حصہ بھی خاص طور سے نکالا جاتا ہے۔ جو کہ ان کے ناجائز مقاصد کے لیے اور ”مریض اسرائیل“ کی تعمیر کی راہ میں آنے والی رکادوں کو دور کرنے کے لیے (جس میں مسلمانوں کا قتل عام بھی شامل ہے) خرچ ہوتا ہے۔ یعنی ان مشروبات کو خرید کر ہم دہرے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ایک جرم تو خود اپنے جسم کے خلاف اور دوسرا ملت کے خلاف۔

جب ان مشروبات کے غیر محفوظ ہونے کا شور مچا تو کچھ دنوں بعد ایک فسر نے ان کو ٹکین چٹ دے دی اور اعلان کیا کہ یہ مشروب بات محفوظ ہیں جبکہ پارلیمنٹ کے مینٹیننس میں ان کی فروخت پر فوراً پابندی لگادی گئی جو تاحال جاری ہے۔

اس طرح کی بین الاقوامی کمپنیاں قانونی لڑائی بڑی ڈھنائی سے لڑتی ہیں ساتھ ہی وہ قانون کے چور دروازوں سے بھی واقف ہوتی ہیں۔ اور آسانی سے بچ نکلتی ہیں دوسرے یہ کہ یہ کمپنیاں کی لغت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون بنانے اور لاگو کرنے والے افسران کو خریدنے سے بھی نہیں چوکتیں۔ اس لیے اگر یہ مشروبات



# تخلیق انسانی

جناب! میں آپ کے تابع ہوں اور حکم کی تعمیل میرا فرض ہے۔ آپ بجائے مجھے تنبیہ کرنے کے اپنے نفس سے رجوع کریں چونکہ یہ سب آپ کے نفس کی ہی زیادتی ہے۔ اگر آپ اپنے جسم کی تخلیق اور ساخت پر غور کریں گے۔ ان کی باریکیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو ممکن ہے کہ آپ اپنے نفس پر قابو پا سکیں۔ کیا آپ کو اپنے جسم کی تخلیق کے بارے میں کچھ معلوم ہیں؟

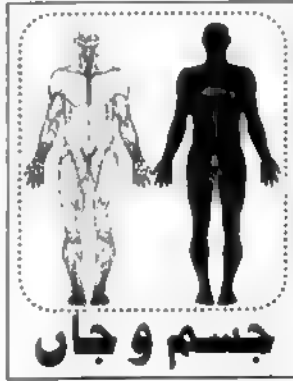
”تھوڑی واقفیت تو ضرور ہے مگر تفصیل کسے معلوم؟ کیوں؟“

تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟

”اس لیے کہ میں آپ کا جسم ہوں اور آپ کے وجود میں برابر کا شریک!!“

”وہ تو ہے۔ مگر تفصیل جان کر کیا حاصل؟“

”جناب انسان! آج آپ خود کو قوی و توانا، خوش رو و خوش مزاج، وجہ و پرکشش، عقلمند و توانا، بہادر و بہاک سمجھتے ہیں اور اپنے کو مقابل سے برتر تصور کرتے ہیں ذرا دیر کے لیے یہ سوچیں کہ آپ کی تخلیق ایک حادثہ یا



اتفاق نہیں بلکہ خالق نے آپ کو اس زمین پر اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ انسانی تخلیق پر اور حکمتوں پر غور کریں گے تو خالق کو پہچان سکیں گے اور اس کی کارسازی پر فکر کریں گے تو اس کی قربت حاصل ہوگی آپ اپنے نفس پر قابو پا سکیں گے اور آپ اپنے مشن میں کامیاب رہیں گے۔ آپ اس کردار پر پردہ کر سکیں گے جس کی توقع اللہ آپ سے رکھتا ہے۔“

”جناب انسان!! گزشتہ ماہ میری گفتگو کے بعد آپ نے یقیناً غور کیا ہو گا اور لمحہ فکریہ کی دعوت پر توجہ دی ہوگی۔“

”مجھے تمہاری دلچسپ باتیں یاد ہیں اور تمہاری گفتگو مجھے بہت پسند آئی۔ تب سے میں غور کرتا رہا اور اعضاء کی گواہی کی باتوں کو سوچتا رہا۔ مگر میرے جسم، کسی شاعر نے کہا ہے۔

جہاں جسموں پہ تعزیریں ہوں خاد  
لفظ روحوں میں کس کا دل لگے گا

”جناب من! آپ کے خالق نے بھی تو کہا ہے۔

”ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا“

(سورہ طہ: 50)

اب اگر اس نے بتایا اور راہ دکھائی تو ہم پر کیا فرض بنتا ہے کہ اس کے بنائے راستے پر چلنا یا خود اپنی راہ اختیار کرنا؟ مزید وضاحت دوسری جگہ یوں کی کہ:

”اس نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے، اور تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی ہے اور اسی کی طرف آخر کار تمہیں پلٹنا ہے۔“ (سورہ النفاثین: 3)

جب پلٹیں گے اور جواب مانگا جائے گا تو کیا جواب دیں گے؟

”بھئی بات تو مناسب ہے مگر تم بھی تو ہو کہ ہماری خواہشات کے ساتھ ہو جاتے ہو۔ جہاں ہماری طبیعت کسی کام کی طرف مائل ہوئی تم بلا تاخیر حکم بجالائے۔“



## ذائقہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو  
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرومیاں

”بھئی! بات تو تمہاری بجائے مگر دنیاوی جسمیوں میں انسان  
اتنا کم ہو جاتا ہے کہ اسے ان باتوں پر غور کرنے کی مہلت کہاں؟“  
”آپ کو نکچر اور سیمینار میں شریک ہونے کی ضرورت  
نہیں تخلیقِ انسانی کے سلسلے میں قرآن پاک میں بہتری جگہوں پر  
اشاروں اشاروں میں بتایا گیا ہے۔ ضرورت ہے تو اس بات کی کہ  
پڑھیں۔ سمجھیں اور غور کریں۔“

”کیا قرآن کریم میں انسانی تخلیق سے متعلق باتیں بھی ہیں؟“  
”جی جناب!! ایک نہیں درجنوں آیات تخلیقِ کائنات اور  
تخلیقِ انسانی سے متعلق موجود ہیں۔ بس ضرورت ہے کہ اپنے  
اوقات میں سے کچھ وقت قرآن اور قرآنِ فہمی کے لیے نکالے۔“

”کیا کچھ آیات کا حوالہ دے سکتے ہو؟“  
”ضرور۔ مجھے خوشی ہو گی کہ ان آیات کو پڑھ کر آپ سمجھنے  
کی کوشش کریں۔“

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:  
”ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر کیوں تصدیق نہیں کرتے؟  
کبھی تم نے غور کیا؟ یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو، اس سے بچہ تم بناتے ہو  
یا اس کے بنانے والے ہم ہیں؟“ (سورہ الواقعہ: 58-59)

ظاہرِ آیہ معلوم ہوتا ہے کہ نر اور مادہ کے میل سے انسانی  
تخلیق ہوتی ہے مگر یہ تو سمجھیں کہ نر اور مادہ کا بنانے والا وہی ہے۔  
پھر فرماتا ہے۔

”اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ایک بومرے جب وہ  
پکائی اور یہ کہ دوسری زندگی بخشا بھی اسی کا زمہ ہے“  
(سورہ النجم: 45-46)

یہی نہیں کہ صرف نسلِ انسانی کی وسعت کے لیے بھی  
انسان کے جوڑے بنائے بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

”پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے  
خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع  
انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں۔“

(سورہ نھین: 40)

فرماتا ہے۔ ”وہی ہے جس نے یہ تمام جوڑے پیدا کیے۔“

(سورہ الزخرف: 12)

اور یہی نہیں کہ ہر چیز کے جوڑے کے بارے میں ذکر کیا بلکہ  
ہمیں تاکید کی اور فرمایا کہ

”ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے

سبق لو“ (سورہ الذاریات: 49)

افسوس ہے کہ اللہ کی اس حکمت کو ہم سمجھنے کی کوشش نہیں  
کرتے۔ خداوندِ قدوس ہمیں بار بار اپنی تخلیق کے متعلق سوچنے کی  
دعوت دیتا ہے اور نہایت تفصیل سے ہم پر راز آشکارا کرتا ہے۔

فرماتا ہے۔ ”اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر وہی ہے

جس نے اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور اسی نے تمہارے لیے

موسیخوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کیے۔ وہ تمہارے ماؤں کے

غیوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد

ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ بادشاہی اس

کی ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے پھر تم کدھر سے پھر اے

چارے ہو؟“ (سورہ الزمر: 6)

کائنات کا خالق وہی ہے۔ زمین و آسمان میں جو بھی موجود

ہے اس کا علم اسی کو ہے۔

”زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ وہی ہے

جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں، جیسی چاہتا ہے

بناتا ہے۔ اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔

وہی خدا جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔“ (آل عمران: 6)

جناب انسان آپ اشرف المخلوقات میں سے ہیں چونکہ اس

نے آپ کو بہترین ساخت دی۔



## ذائقہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا۔ پھر اسے ایک محفوظ جگہ چکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا پھر اس بوند کو لو تھڑے کی شکل دی، پھر لو تھڑے کو بوٹی بنادیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری مخلوق بنا کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی با برکت ہے اللہ سب کار نگروں سے اچھا کار نگار۔“

(سورہ المؤمنون: 12 - 14)

ان آیات میں جو بھی اصطلاحات استعمال ہوئیں وہ آج تک کسی کتاب میں موجود نہیں۔ انسانی جنین (Human Embryo) کے آسان سے وچیدہ مختلف مراحل کا تصور آج کے دور کے انسان کے لیے بالکل نیا انکشاف ہے جسے سب سے پہلے Wolff نے 1839 میں تحریر کیا۔ قرآن کریم، احادیث اور تفاسیر نے اس تصور کو نزل قرآن کے بعد ہی پیش کیا تھا، جواب سائنس طور پر تفتیش اور تحقیق کے بعد منظر عام پر آیا ہے۔ تقریباً 1300 سال سے اس جامع کلام کے موجود ہوتے ہوئے بھی انسان تاریکیوں میں گم رہا۔ اور ارسطو کے علم و دانش، اور معلومات کا رعب و دبدبہ اس قدر تھا کہ لوگ اس کے مفروضات پر یقین کرتے رہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل ارسطو کے مفروضہ کے لیے آیات قرآنی اور رسول اکرمؐ کا قول ایک چیلنج ثابت ہوا۔

ہاں تو میں اپنی کہانی سنانا چاہتا تھا کہ میں کن کن مراحل سے اس دور بہن گزرا اور آج آپ کا کمال جسم انسانی ہوں۔

وضع حمل کے بعد میں محض غلیوں کا مجموعہ تھا۔ میری شکل ایک بدویت مثلث نما تھی جس کے درمیان ایک چھنی ٹلی تھی میں اتنا ننھا اور چھوٹا سا تھا کہ بہ وقت تمام انسان کھلی آنکھوں سے مجھے دیکھ سکتا تھا۔ ہفت سازی کے بعد تیسرے ہفتے سے ہماری بدیت میں تیزی سے تبدیلیاں پیدا ہونے لگیں۔

”ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا“ (الہین: 4)

اس کے بعد بھی انسان غفلت میں پڑا ہے یا اپنے رب کی طرف متوجہ نہیں۔ وہ پوچھتا ہے۔

”اے انسان۔ کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ میں نے تجھے تک سب سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا۔“ (سورہ الانفطار: 6-8)

اور انسان کی بے حسی، بے توجہی اور بے فکری دیکھ کر فرماتا ہے ”غفلت ہو انسان پر، کیا سخت منکر حق ہے کہ کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا؟ نطفہ کی ایک بوند سے۔ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے، پھر اس کی تقدیر مقرر کی۔ (سورہ عبس: 18 - 19)

”واقعی ہم غفلت اور تاریکی میں پڑے ہیں۔ اللہ ہمیں راہ راست پر لائے اور ایمان و یقین کی دولت سے نوازے۔ تم نے جو آیات کا ذکر کیا واقعی آنکھیں کھولنے والی ہیں۔“

”آپ کا یقین کامل ہے ان آیات پر تو میں اب آپ کو اپنی آپ بنی سنانا چاہوں گا کہ کس طرح میری تخلیق ہوئی۔ میری آپ بنی ہر اس انسان کی آپ بنی ہے جو اس دنیا میں قدم رکھتا ہے بلکہ بھیجا جاتا ہے۔“

میری کہانی بنی نوع انسان کی کہانی ہے۔ دنیا جب سے قائم ہے اور انسان کا وجود جب سے ہوا ایک ہی کہانی ہے اور قیامت تک یہی عمل رہے گا۔ دنیا میں آکر کوئی شہنشاہ کوئی سکندر اعظم، رستم و سہراب، ارسطو و سقراط، برٹاڈ شایا آنتھاسٹن بن جائے حسن و جمال میں مونالیزا و قلو پھرہ کو مات کر دے مگر سب کو ایک ہی دور سے گزرنا پڑا اور پڑے گا۔ یہ قدرت کا نظام اور خالق کی منائی ہے۔ اس دنیا میں آنے سے پہلے اور یہاں سے رخصت کے بعد سو کی داستان ایک ہی ہے۔

تو میں۔ اپنی روداد سن رہا تھا۔ آپ کے جسم کی روداد۔ لیکن ہماری کہانی سننے سے قبل قرآن مجید کی ان جامع آیات کو ذہن میں رکھیں۔



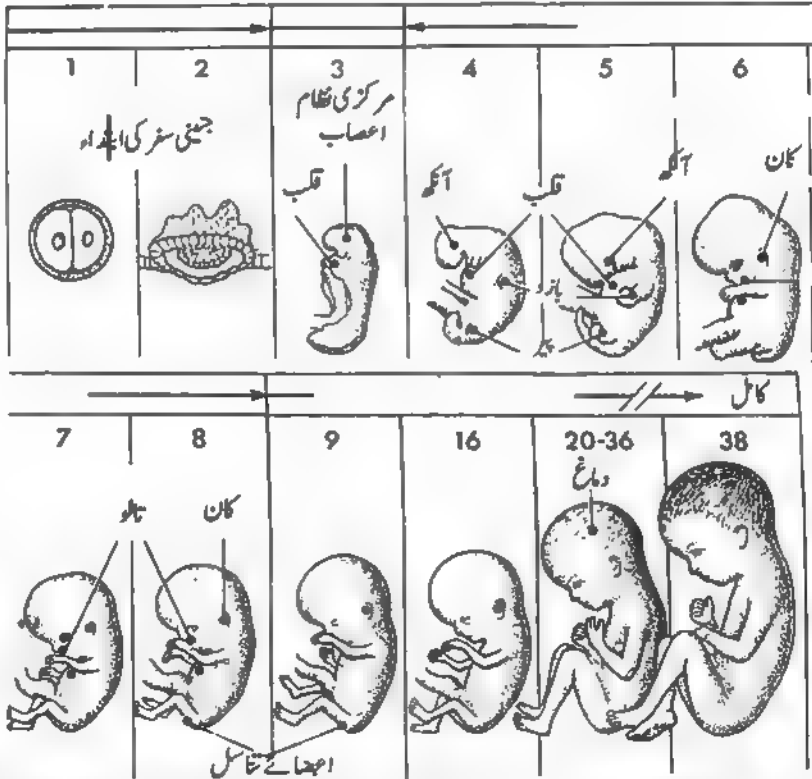
## ڈانچسٹ

سے باہر نہیں جاسکتی تھیں۔

دوسرے مہینے میں پہنچے ہی میری شکل یا جسامت قوس (کمان) سی ہو گئی اور اوپر کا حصہ یعنی ہمارا سر جسم کے مقابلے بڑا دکھنے لگا۔ پھر میری ریڑھ کی ہڈی بننا شروع ہوئی۔ اب میری لمبائی 1/2 انچ تھی۔ ہاتھ اور پیر کی جگہ اجماع محسوس کرنے لگا جس میں انگلیاں بھی تھیں مگر یہ انگلیاں ایک دوسرے سے جڑی تھیں۔ میرا پیٹ بھی پھولنا شروع ہو گیا اور یوں کہیں کہ نظام ہاضمہ کی تشکیل شروع ہو گئی اور میں نے محسوس کیا کہ ذم نما کوئی چیز نمودار ہوئی ہے۔ دوسرے ماہ کے تیسرے ہفتے میں ہماری شکل مشخص

مجھے تیسرے ہفتے سے آٹھویں ہفتے تک جنین یا Embryo کہا جاتا رہا۔ اس دوران اعضاء کی ساخت شروع ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے سر بنا اور اس میں مغز بننا شروع ہوا جس میں شب و روز تبدیلی پیدا ہوئی۔ آنکھوں کی جگہ گڈھا نمودار ہوا جو چوتھے ہفتے میں کافی نمایاں تھا۔ میری عمر جب چار ہفتے کی تکمیل کو پہنچی تو میری جسامت صرف 1/6 انچ تھی۔ اسی دوران قلب، جگر، اعضاء ہاضمہ، پیچھے پڑے بننے شروع ہو گئے تھے۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ قلب میں حرکت بھی تھی مگر اتنی نھلی تھی کہ اس کی صدائیں شکم مادر

### جنینی سفر (ہفتوں میں)







## ذائجست

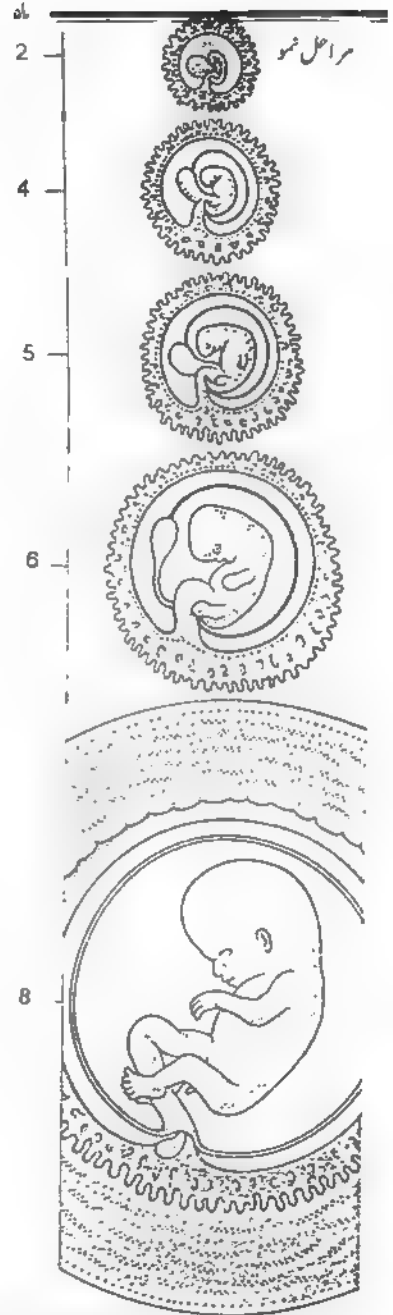
ہونے کے ساتھ ساتھ، کان اور آنکھوں کے پنب بننے شروع ہو گئے اور جسم کے دوسرے اعضاء، بھی اپنی جگہ لینے لگے۔

جب میں تیسرے ماہ میں داخل ہوا تو میں اب Foetus کہلانے لگا۔ اس ماہ میرے تغذیہ کے لیے مشیمہ یا آئول (Placenta) بننا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ میں نے خود کو ایک جھلی نما قہلی (Amniotic Sac) جس میں آبی مادہ (Amniotic Fluid) میں بھرا ہوا تھا اپنے کو تیرتا محسوس کیا۔ میزن انگلیاں جو ایک دوسرے سے چپکی تھیں جدا ہونے لگیں اور دم بھی ختم ہونے لگی۔ ہماری جلد لطیف اور شفاف (Transparent) تھی یعنی اگر میں باہر ہوتا تو کوئی بھی انسان میرے اندر کے اعضاء کو دیکھ سکتا تھا۔

میں اب 2 1/2 انچ کا ہو گیا تھا اور میرا وزن 14 گرام ہو گیا۔ اب میں اس نئے چہرے اور اس قہلی کے اندر چوتھے ماہ میں داخل ہوا جہاں میری انگلیاں اور انگوٹھے جدا بند اتھے۔ اور انگلیوں کے سرے پر ناخن بھی ابھر آئے تھے۔ ہمارا سر سیدھا ہونے لگا جس میں بال بھی نمودار ہوئے۔ جڑے اور مسوڑھے بھی بننے لگے۔ اعضاء قائل بھی اس دوران بنا اور اس ماہ کے آخر میں پینچنے پینچنے میں 4 1/2 انچ کا ہو گیا تھا اور وزن 120 گرام تھا اب میرے جسم پر پٹے بھی چڑھنے لگے۔

میں جیسے ہی پانچویں ماہ میں دخل ہوا تو میری جلد تیزی سے پھیلنے لگی خصوصاً پیٹ کی طرف یہ عمل زیادہ تھا شاید کہ میرے اندر وہی اعضاء کو وسعت ملتی تھی۔

میرا قلب بھی اس قدر دھڑکنے لگا کہ اس کی آواز کو ڈاکٹر صاحبان آلے سے سن سکتے تھے۔ میں خود کو کافی متحرک اور فعال محسوس کرنے لگا۔ میں اکثر رحم مادر کی دیوار سے ٹکراتا تو میری ماں اسے محسوس کرتی۔ میری لمبائی 25 سینٹی میٹر اور وزن 227 گرام تھا۔ اب چھٹے ماہ کی ابتداء تھی کہ میرا پیٹ بڑھنے لگا اور ہماری





## ذائقہ

پہلے آپ اس آیت کو سمجھ لیں تو پہلے سوال کا جواب مل جائے گا۔

”اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے۔“ (سورہ الرعد: 8)

دوسرا سوال نگہ راستے سے بچنے کا باہر آنا۔ اس کے لیے بھی اللہ اپنے کلام مبارکہ میں فرماتا ہے۔

”تب میں نے راستے کو آسان بنادیا۔“ (سورہ یحس: 30)

اگر سائنسی اصول کے مطابق سمجھنے کی کوشش کریں تو چار تہدیلیاں ولادت کے وقت نمودار ہوتی ہیں۔

(1) Relaxin نام کا ہارمون مشیمہ (Placenta) اور پیٹے دانی (Ovaries) سے پیدا ہوتا ہے جو بیڑ کے رابطہ (Pelvic Ligaments) اور گردن رحم (Cervix) کو نرم کر دیتا ہے۔

(2) بچہ دانی کا سکڑنا (Uterine Contraction) ولادت کے وقت بچہ دانی کا اوپری سرا سکڑنا شروع کرتا ہے جو بچے کو باہر آنے پر مجبور کرتا ہے۔

(3) ہر بار سکڑنے کے عمل کے ساتھ آبی تھیلا جس میں آبی مادہ (Amniotic Fluid) ہوتا ہے باہر لٹکتا ہے اور اس دباؤ سے چھٹنے کے بعد پھسلن پیدا کرتا ہے جس سے بچے کو باہر آنے میں مدد ملتی ہے۔

(4) دوران ولادت تہدیلیاں۔ بچے کی پوزیشن میں یکے بعد دیگرے تہدیلیاں رونما ہوتی ہیں جیسے سر کے بل ہونا۔ بچے کی طرف جھکاؤ، مندر دلی گھماؤ، سر کا سیدھا ہونا اور پھر باہری گھماؤ کے بعد بچہ باہر آ جاتا ہے۔

اس تمام عرصے میں میری ماں میرے انتظار میں مجھے دیکھنے کے لیے بیتاب رہی۔ اس دنیا میں قدم رکھنے کے بعد کے حالات آپ کو دوسری ملاقات میں سناؤں گا۔

حرکات میں تیزی آگئی۔ میرا رنگ سرخی نائل تھا۔ پورا جسم لطیف و تازک روؤں سے ڈھکا تھا۔ سر کے بال بھی بڑے ہو گئے تھے اور میری لمبائی اب 30 سینٹی میٹر تھی اور وزن 680 گرام ہو گیا تھا۔

ساتویں مہینے میں میری آنکھیں کھنی شروع ہو گئیں۔ میں اپنے اعضاء کے ساتھ اس لائق ہو گیا تھا کہ کسی سبب سے اگر دنیا میں آتا پڑتا تو میں پیدا ہو کر زندہ رہ سکتا تھا۔ میری لمبائی اس وقت 38 سینٹی میٹر اور وزن ایک کیلو کا تھا۔

آٹھویں ماہ میں حرکتیں اور بھی بڑھ گئیں جو باہر سے محسوس کی جاسکتی تھیں لمبائی ہماری 42 سینٹی میٹر اور وزن 2 کلو ہو گیا۔ چونکہ مجھے اس دنیا میں آنا تھا لہذا میں زیادہ تر سر کے بل رہتا تھا۔ میرا جسم اس قدر بڑا ہو گیا تھا کہ اب آسانی سے گھومنا پھرنا بھی دو بھر ہو گیا۔

اور نویں ماہ میں جسم کے روئیں ختم ہو گئے۔ جلد نے اپنا رنگ لے لیا جس پر چرب دار مادہ نمودار ہوا۔ بال نرم و تازک ہو گئے۔ آنکھوں کے رنگ واضح ہو گئے۔ اب میں پوری طرح اس دنیا میں سر کے بل رحم مادر سے باہر آنے کو تیار تھا۔

میں اس دنیا میں جیسے ہی آیا چیخ نکل گئی چونکہ اب ہمارے پیچھے دے میں ہوا اسی طرح داخل ہو سکتی تھی۔ پیدائش کے وقت میرا وزن 3 کلو کے آس پاس تھا اور لمبائی 20 انچ تھی۔

بھئی!! بڑے پیچیدہ دورے انسان کو گزرنا پڑتا ہے!!

”جی۔ یہ تو ابتداء ہے اور اس دنیا میں آنے کے بعد تو مستقل مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس میں جسم انسانی میں بہتری تہدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔“

میری سمجھ میں دو باتیں نہیں آئیں۔ ایک یہ کہ رحم مادر میں سے 3 کلو اور 20 انچ لمبا بچہ کیسے پرورش پاتا ہے اور ایک نگہ راستے سے کیسے اس دنیا میں آ جاتا ہے۔

”بات آپ کی مناسب ہے۔“



# قرآن قرآن ہے

جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز۔ سلام مسنون!

آپ کا ایئر لٹل۔ مقالے میں فیکر اور ڈائیکرام کے متعلق ہدایات پر آئندہ سے عمل کیا جائے گا۔ اپنی سائنسی کاوشیں اپنی سروس کے علاوہ جاری رکھئے گا۔ مسلم امت کے لیے اس سے اچھی خدمت آپ کے لیے اور کیا ہو سکتی ہے؟

نقطہ

گم کردہ فلک  
فضل احمد

ہمیں ہمیشہ اللہ سبق پڑھایا کہ دنیا کچھ نہیں آخرت کی فکر کرو اور ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کے حصول سے روکتے رہے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

اگر قرآن کو عین سائنس مان لیں تو سائنس انسانی دماغ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ لہذا قرآن بھی انسانی دماغ کی پیداوار بن جاتا ہے۔ وہ اللہ کی کتاب (نعوذ باللہ) نہیں رہتا۔ دوئم اگر کوئی معمولی شخص ہند میں اپنے آپ کو عبد الکلام یا پاکستان میں قدیر خان سے رشتہ جوڑنے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ اپنے آپ کو برترستی سے ملانے یا الائن (Align) کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی طرح جو حضرات قرآن کو سائنس سے الائن کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ لاشعوری طور پر یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ سائنس (نعوذ باللہ) قرآن سے بدرجہا افضل و برتر ہے۔ یہی رجحان آج کل دنیا میں ہر جگہ پایا جا رہا ہے اور قرآن کو سائنس سے الائن کرتے ہوئے ایسی ایسی کتابیں اور مقالے سامنے آ رہے ہیں جن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے

جس طرح اللہ کی سب سے بہتر تعریف یہ ہے کہ اللہ اللہ ہے اُسی طرح قرآن قرآن ہے اللہ کا فرمان ہے اور اللہ کی ہدایت کا ترجمان ہے۔ سائنس کی حیرت انگیز ایجادات اور عقل و آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی کامیابیوں نے چند مسلم مفکرین کو بھی ایسا بھونچکا کر دیا کہ وہ سائنس کے ہر کارناموں کو قرآن کا حصہ تصور کرنے لگے ہیں اور بڑی بڑی تاویلوں اور بے معنی اور لغو دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں کہ قرآن عین سائنس ہے۔ کیا قرآن عین سائنس ہے؟ قرآن نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ وہ انسان کے لئے اللہ کی مکمل ہدایت (Complete code of life) ہے جس پر عمل کر کے انسان اپنی دنیا اور آخرت دونوں سدھار سکتا ہے۔ ہم قرآنی دعاما لگتے ہیں کہ ”اے ہمارے رب ہماری دنیا حسین بنا اور ہماری آخرت حسین بنا (البقرہ 201)۔ چونکہ آخرت دنیا کی کھیتی باڑی ہے جو یہاں بوو گے وہاں پاؤ گے۔ اس لئے دعاما لگتے ہیں کہ پہلے ہماری دنیا حسین بنا، تاکہ ہماری آخرت حسین ہو۔ مگر ہمارے علمائے کرام نے



خوش ہوتے ہیں۔ اگر یہ مضامین انگلش میں چھپ کر ماہرین کی نگرانی سے گزریں تو ہمارے مذہب کا اچھا خاصہ مذاق اڑایا جائے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں چند باتوں کی وضاحت کر دوں تاکہ آئندہ احتیاط سے کام لیا جائے اور بے معنی لفظی بازی نہ ہو جائے۔ مثلاً ماہ جون 2003ء صفحہ 19 پر محمد معراج صاحب نے فزکس سے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اللہ کو کیوں نہیں دیکھا جاسکتا۔ زور اس بات پر دیا گیا کہ اللہ کی ذات سے عام طبیعی روشنی نکلتی ہے اور چونکہ اللہ شہ رگ سے بھی بہت قریب ہے اس لئے نہیں دکھائی دیتا۔ اسی طرح چونکہ وہ کائنات سے باہر عرش اعظم پر متمکن ہے تو یہ طبیعی روشنی کائنات سے باہر آکر (جبکہ کائنات کے بغیر اس کا تیز ممکن نہیں) کائنات میں مالا نہا (infinite) فاصلے طے کر کے انسانی آنکھ کے عدسے میں اللہ کا عکس نہیں بنا سکتی۔ یہ کس قسم کی فزکس ہے؟ اس مقالے کا جواب ماہ جولائی میں صفحہ 28 پر جناب ڈاکٹر عدیل ارشد خاں صاحب نے بہت اچھا دیا ہے سوائے اس کہ اللہ لطیف شے ہے۔ سورہ الانعام کی آیت 102 میں لطیف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ لطیف شے ہے۔ لطیف اور کثیف طبیعی اشیاء (Physical Entity) ہوتی ہیں اور اللہ کی ذات طبیعی نہیں ہے۔ اس آیت کا مطلب ہے کہ اللہ بہت باریک بین اور باخبر ہے۔ لطیف سے لطیف شے سے بھی وہ بے خبر نہیں۔

ماہ اگست 2003ء میں مولانا محمد کلیم صدیقی نے صفحہ 6 پر زمین تک ہونے کے سلسلے میں عجیب بات کہی کہ زمین کا قطر کم ہو رہا ہے جس سے کائنات درہم برہم ہونے کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ اس کا بہت اچھا جواب ماہ اکتوبر 2003ء میں جناب اخلاق حسین قاسمی صاحب نے صفحہ 54 پر دیا۔ (الانبیاء 44) کی گرامر سے قطع نظر میں علم الفلک سے یہ واضح کر دوں کہ زمین کا قطر گھٹنے یا بڑھنے سے سیاروں یا نظام شمسی یا ہماری کہکشاں پر جو ایک مجرہ (Galaxy) ہے کوئی خاص اثر نہ ہو گا چہ جائے کہ پوری کائنات درہم برہم ہو جائے جو ہمارے چاروں طرف اردو کھر بھر جواؤں سے گھری ہوئی ہے جو ایک

کہ قرآن کچھ نہیں پس سائنس ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن میں چند آیتیں کائنات کے حقائق کی طرف اشارہ کرتی ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے سائنس کا کوئی تفصیلی نظریہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ جن موضوعات پر لکھتے ہیں اُس فیلڈ کے ماہر نہیں ہوتے۔ کچھ کتابیں، رسالے اور انسائیکلو پیڈیا پڑھ کر لوگ قرآن اور سائنس کو ملانے کے لئے ایسی ایسی لٹرائیاں بانٹتے ہیں کہ بس خدا کی پناہ۔ اصل عالم اپنے تخصص سے بہت کچھ بھی دو ٹوک سے کسی ایسے موضوع پر رائے زنی نہیں کرے گا جو اُس کی فیلڈ نہ ہو۔ ان مقالوں میں جہاں تک علم الفلک اور فزکس کا تعلق ہے جو میرے تخصصات (Specialities) ہیں ایسی غویات ملتی ہیں جن کا تعلق سائنس کے حقائق سے بھی نہیں ہوتا۔ چند مثالیں آگے چل کر دی گئی ہیں۔ اگر قرآن کا مقصد سائنس ہی پڑھانا ہو تا تو جہاں وہ جنت، دوزخ، فرشتے اور روح وغیرہ کی بات کر تا وہاں کائنات کا پہلا سبق ایک آیت سے ظاہر کر دیتا یعنی ”ہم نے زمین کو اپنے محور پر گھومتی ہوئی گول بنایا جو سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔“ یقیناً قرآن اس مقصد کے لئے نہیں آیا۔ اللہ نے ہمیں عقل دی ہے۔ اور یہ صلاحیت بخشی ہے کہ ہم نہ معلوم کو معلوم کر سکیں (الفلق 5)۔ انسان یہی کر رہا ہے اور اپنی دماغی کادشوں سے نہ معلوم کو معلوم کرنا چلا آرہا ہے۔ یہی سائنس ہے۔ سائنس سے انحراف قرآن کی اس آیت سے انکار ہے۔

قرآن کو عین سائنس ظاہر کرتے ہوئے چند مقالے اردو سائنس، دہلی میں بھی چھپے ہیں۔ فزکس کے اصولوں سے مذہب اسلام کی بڑی بڑی باتیں گھڑی گئی ہیں جو نہ فزکس کے اصولوں پر پوری اترتی ہیں نہ ہی شریعت کا تقاضہ پورا ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فزکس کی اصلیت اور کائنات کے حقائق سے پوری طرح واقف نہ ہونے کی بنا پر ایسے مضامین لکھے گئے ہیں۔ یہ مضامین اردو میں چھپے جسے زیادہ تر مسلمان ہی پڑھتے ہیں اور فخر یہ



وریاضیات اور خاص طور سے اشارکس وغیرہ کو علم ہو چکا تھا کہ زمین اور کواکب کے مداروں کا مرکز سورج ہے۔ بعد میں اسکندریہ کی پہلی نسلک تہذیب (Hellenistic Civilization) میں علماء فلک نے یہ تک معلوم کر لیا تھا کہ سورج اور کواکب کے درمیان جو کشش ثقل ہے اس کا انحصار بالعکس یا عکس فاصلے کے مربع (inverse square law) پر موقوف ہے۔ مگر یہ لوگ معادلات (Equations) یا فارمولے نہ نکال سکے۔ بھلیوس نے ارسطو کی پیروی کرتے ہوئے زمین کو کائنات کا مرکز قرار دیا اور نظریہ دائرہ دور دائرہ پیش کیا۔ یہ نظریہ کئی ترمیموں کے بعد بھی مشاہدات پر پورا نہ اترتا تھا۔ عربوں نے بھی بڑی کوششیں کیں آخر کار دمشق کے ابن رشد نے بالکل آزادانہ نظریہ مرکز شمس (Sun Center) کا دیا۔ کوپر نیکس جب تعمیری دورے پر اٹلی آیا تو اسے عربوں کے چند علم الکتاب کے صحیفے لاطینی زبان میں ملے جو اس وقت یورپ کی سائنسی زبان تھی۔ اپنے ملک پولینڈ جا کر اس نے ابن رشد کا نظریہ جو اس وقت اس کے فیملی پر تھا اپنے نام سے چھاپ دیا۔ یورپ اپنے تاریک دور سے نکل رہا تھا اور بعد میں اس کی سرداری کی وجہ سے یہ نظریہ اس کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کپلر نے اپنے استادانی کو براہی کے فلکی مشاہدات کو جمع کر کے کواکب کے مداروں کے تین قوانین اخذ کیے جو اس کے نام سے مشہور ہیں۔ ان قوانین میں سورج اور کواکب کے درمیان کشش ثقل کا قانون مخفی تھا۔ نیوٹن نے سوچا کہ چونکہ سورج اور کواکب مادے ہیں اس لیے یہ قانون کشش ثقل ہر دو مادوں کے درمیان بھی لاگو ہونا چاہئے۔ اس طرح وہ عالمی قانون ثقل پر پہنچا اور کپلر کے قوانین میں ردوبدل کر کے ثقل کا فارمولہ دیا۔ اس سے زیادہ نمونہ کا اس ضمن میں اور کوئی کارنامہ نہیں۔ یہودی ہونے کی بنا پر صیہونیت نے اسے بیحد شہرت دے دی۔

دوسرے سے پرے فنی جاری ہیں یعنی کائنات بذات خود پھیل رہی ہے۔ بحرے عموماً جھرمٹوں (Cluster of Galaxies) میں پائے جاتے ہیں۔ ایکلی مجرئیں شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہیں۔ بعض جھرمٹوں میں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ کائنات کے پھیلاؤ سے ان جھرمٹوں کا درمیانی فاصلہ بڑھتا جاتا ہے۔ ہماری کہکشاں کے جھرمٹ میں جسے لوکل گروپ کہا جاتا ہے سولہ بحرے ہیں۔ اینڈرومیڈا مثالی نصف کرے میں ایک چھوٹا سا بری کلوے کی طرح ایک صاف رات میں آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے جو در بین سے ہماری تہش کی جوڑواں بہن معلوم ہوتی ہے۔ اُرد زمین کو نظام شمسی سے نکال بھی لیا جائے تب بھی کائنات میں کوئی خاص فرق نہ آئے گا۔ ہاں البتہ چاند اور اقمار صناعی ادھر ادھر نکل جائیں گے۔ اسی طرح نظام شمسی کو کہکشاں سے یا کہکشاں کو کسی جھرمٹ کو کائنات سے نکال دیا جائے تو بھی کائنات پر کچھ اثر نہ ہوگا۔

ماہ ستمبر 2003ء کے شمارے میں پروفیسر قمرانہ خان گورکھپوری صاحب نے قرآن حکیم اور موجودہ نظام شمسی کے عنوان سے مضمون لکھ کر خیال ظاہر کیا ہے کہ مغربی محققین نے قرآن کے لاطینی ترجمے سے استفادہ کر کے خاص کر فلکیاتی نظریات جن میں نیوٹن کا قانون ثقل، کوپر نیکس کا مرکزی شمس کا نظریہ، کپلر کے کواکب کے مداروں کے تین قوانین اور غالباً نظریہ اضافی جیسے دقیق نظریات کو دریافت کیا۔ ان سب باتوں کا ثبوت چاہئے۔ سائنس میں محض خیال آرائی سے کام نہیں چلا۔ قرآنی آیتوں سے جو سائنس کا نچوڑ نکالا گیا ہے ان میں کوئی ربط نہیں ہے۔ اکثر آیتوں کا ترجمہ غلط اور بے موقع معلوم ہوتا ہے یہ اس لیے کہ ان کا نقطہ نظر فٹ ہو جائے۔ چاند کے ماہات مختلف اشکال (Phases) زمین کی آڑ کی وجہ سے نہیں بلکہ سماوی خط استواء کے مستوی (In the plane of celestial equator) میں چاند کی زمین کے ردِ گردش کی وجہ سے ہے۔ یہ جغرافیہ اور ریاضی سائنس کا ہر طالب علم جانتا ہے۔ قرآن کے نزول سے بہت پہلے قبل مسیح سے علماء فلک





## ذائقہ

ماہ اکتوبر 2003ء کے مضمون صفحہ 10 پر موصوف نے پھر ان باتوں کا اعادہ کیا ہے کہ نیوٹن کے علاوہ آئنسٹائن نے بھی قرآنی آیتوں کے مفہوم سے استفادہ کر کے اضافی عام (General Relativity) اور ثقل زمان و مکاں کی خفیدگی کے نظریوں کی بنیاد ڈالی۔ یہ نظریے بقول ان کے آئنسٹائن نے 1904ء میں دیئے۔ اضافی خاص (Special Relativity) 1905ء میں اور اضافی عام 1916ء میں نمودار ہوئیں۔ ہو سکتا ہے طباعت کی غلطی ہو۔ کائنات کے متواتر پھیلنے کا اشارہ یقیناً قرآنی آیت (الذاریات 47) میں ہے مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ اس سے عام اضافی کی فیلڈ معادلات اور ثقل خلاء کی خفیدگی ثابت ہوتے ہیں ایک بغوی خیال ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں ریاضیات کے ماہروں نے ٹینسر کیکلکلس (Tensor Calculus) اچھا ڈیولپ (Develop) کر لیا تھا جن میں اٹلی کے پرفیسر رچی اور ان کے شاگرد رشید لیوی چوینا بھی شامل ہیں۔ آئنسٹائن نے بھی اٹلی جاکر اس میں مہارت حاصل کی۔ جرمنی کے جیومیٹری وائ کر سٹو فرامنن نے چار ابعادی جیومیٹری کی بنیاد ڈالی اور دو عجیب و غریب نتائج پر پہنچا۔ نمبر ایک زمان و مکاں چار سے بھی زیادہ ابعاد پر مشتمل ہو سکتے ہیں۔ آج کل ڈوری نظریے (String Theory) میں یہ ابعاد گیارہ تک پہنچ گئے ہیں۔ نمبر دو: محوری گردش کرنے والا مادہ اپنے اطراف کی زمان و مکاں کی جیومیٹری بدل دیتا ہے۔ یعنی خلاء میں ٹکٹیں یا خفیدگی (Curvature) پیدا کرتا ہے جس میں دوسرے بلکے مادے بہنے لگتے ہیں۔ فزکس اور فلکیات کے ماہرین فوراً سوچنے لگے کہ کہیں یہ ثقل تو نہیں؟ چند ریسرچ پیپر بھی چھپے۔ ریاضیات کے استاد مارسل گراس مان (Marcel H Grossmann) اور آئنسٹائن نے مل کر ایک پیپر پبلش کیا جس میں خلاء کی خفیدگی کو ثقل قرار دیا۔ جرمنی کے مشہور ریاضی کے ماہر ڈیویڈ ہلبرٹ نے خفیدگی کے

معادلات نکالے۔ چند مقتول بعد آئنسٹائن نے بھی یہی معادلات حاصل کر لیے جو بعد میں نہ معلوم وجوہات کی بنا پر آئنسٹائن کی فیلڈ معادلات سے مشہور ہو گئے۔ یہ صیہونی پریس کی کارستانی تھی کیونکہ میڈیا اور پریس اور خاص طور سے سائنٹیفک پریس ان کے قبضے میں ہے۔ فزکس کی مشہور معادلہ جس نے توانائی اور مادے کو ایک طبعی شے کے دو اشکال بتائے یعنی توانائی برابر ہے کتلہ ضرب روشنی کی رفتار کا مربع، اسے ایک اطالوی Linto De Pretto نے 1903ء میں دریافت کیا اور چھاپا اور اطالوی سائنس اکیڈمی میں اس پر پیپر پڑھا تو سامعین حیرت زدہ رہ گئے۔ 1904ء میں اکیڈمی نے دوبارہ چھاپا۔ 1904ء میں ایک سوکس اطالوی نے آئنسٹائن کی توجہ اس پر مبذول کرائی۔ 1905ء میں خصوصی اضافی میں یہ آئنسٹائن کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اب جب کہ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ آئنسٹائن کی معادلہ نہیں ہے مگر اب بھی ریسرچ پرچوں اور کتابوں میں اسے آئنسٹائن کی معادلہ بتایا جاتا ہے۔ کیا یہ صیہونیت کی سینہ زوری نہیں ہے؟ یہ حقائق ظاہر کرتے ہیں کہ مانند نیوٹن کے آئنسٹائن کا بھی کوئی زیادہ حصہ اضافیت میں نہیں ہے۔

نومبر 2003ء میں بھی موصوف نے قرآنی آیتوں کو فزکس کے اصولوں سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً (الحج 47) اللہ کا ایک دن ہمارے ہزار سال کے برابر ہے جو وقت کی اضافیت ہے۔ کس طرح؟ یہ واضح نہیں کیا۔ الانبیاء 30 میں آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اسے بگ بینک نظریے سے جوڑ دیا گیا جو اب ایک کھاسی نظریہ تصور کیا جاتا ہے۔ کائنات کی عمر مختلف مشاہدوں سے لگ بھگ چودہ ارب سال ہے جب کہ زمین کی عمر 46 ارب سال ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات کی ابتداء کے وقت زمین کا نام و نشان تک نہ تھا اور ابتداء سے تقریباً دس ارب سال بعد وہ وجود میں آئی۔ عام مشاہدے میں آسمان زمین کے اطراف وہ حصہ ہے جس میں آنکھ سے چمکتے ہوئے ستارے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ کیکشاں بحرے کا بہت ہی چھوٹا حصہ ہے۔ سائنس



## ذائقہ

ماہروں کا محقق فیصلہ۔ تخلیق کائنات کے متعلق سائنس کے سب نظریے اب تک قیاسی ہیں اور کوئی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا جس کی تصدیق تمام علماء سائنس بھی کرتے ہیں۔ لہذا قرآنی آیات کو ان سے جوڑنا قرآن کو اللہ کے بجائے ایک قیسی اور فرضی کتاب ثابت کرنے کے برابر ہے۔ قرآن کی ہدایت کے مطابق حقائق تک رسائی کے لئے انسانی کوششیں جاری ہیں۔ کامیابی اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔

اسی طرح دو مضامین دسمبر 2003ء (تاکہ میں پہچانا جاؤں ---) اور جنوری 2004ء (حقیقت ایک ہے ہر شے کی ---) نظر سے گزرے۔ اول الذکر نے دعویٰ کیا ہے کہ سائنس نے اپنے انقلابی نظریوں کو لفظ آخر کہا ہے۔ یاد رہے کہ سائنس نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس کے نظریات لفظ آخر ہیں۔ موصوف نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وقت کا انحصار انسانی اور اک پر ہونا چاہئے۔ وقت ایک مادی ہوئی طبیعی حقیقت ہے جو کائنات کا چوتھا بعد ہے۔ اگر وقت انسانی اور اک سے منسلک ہوتا ہے تو جب زمین اور انسان نہ تھے تو وقت بھی نہ ہوتا اور کائنات نہ ہوتی۔ یہ سب مشاہدات کے منافی ہیں۔

عام اضافیت میں چار ابعاد ہیں نہ کہ سات اور اب اسٹرنگ تھیوری میں گیارہ ابعاد جنم لے رہے ہیں۔ فکس کی لہریں روشنی کی رفتار سے چلتی ہیں۔ منطق اور ریاضیات بالکل ایک ہی علم ہیں۔ چونکہ ریاضیات میں منفی اور مجازی (Imaginary) نمبر ہیں جو ریاضی حقیقت ہیں اس لئے فزکس میں بھی منفی اور مجازی طبیعی اشیاء ہونا لازمی ہے۔ مثلاً مجازی وقت کائنات کو اصلی وقت سے زیادہ اچھی طرح پیش کرتا ہے۔ لہذا بیسویں صدی کے تیسرے عشرے سے منفی طبیعی اشیاء فزکس میں شامل کر لی گئی ہیں۔ بلیک ہول کی دریافت آسٹھان کے بعد ہوئی گو نظریات میں شبہ ظاہر کیا جاتا تھا۔ بلیک ہول سے جو روشنی یا ذرات نکلتے ہیں وہ اس کے اندر سے نہیں بلکہ اس کی افقی ایونٹ (Event horizon) سے آتے ہیں۔ اس کا بیحد کثیف مادہ اطراف کی خلاء میں مٹھی لہریں پیدا کرتا ہے جو روشنی کی

میں آسمان کوئی شے نہیں۔ خلاء میں فاصلے کی حد نہیں اور ہر طرف اربوں کھربوں مجراؤں کا یکساں کثافت سے جال پھیلا ہوا ہے۔ اس فاصلے میں دوسرا تیسرا چوتھا یا سا تو اس آسمان بھی کوئی معنی نہیں رکھتے۔ لہذا کائنات کی ابتداء کے وقت آسمان اور زمین کا باہم ملا ہونا کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ خود قرآن اوپر کی اس آیت میں اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔ تو یہ لوگ ان آیتوں کے ایسے معنی اور تفسیر کہاں سے نکال رہے ہیں؟ ہاں اس کا مطلب شاید یہ ہو کہ آسمان میں جو ہائیڈروجن گیس اور غبار (بھاری عناصر) کے پاول (Clouds) سدیم (Nebulae) کی شکل میں پائے جاتے ہیں ان سے عمل تکثیف کے ذریعہ زمین جدا ہو کر وجود میں آئی۔ یہ سائنس کی دریافت ہے مگر یہ یاد رہے کہ میری قرآنی آیت کی وضاحت "شاید" پر مبنی ہے۔

یہ سوچنا فضول ہے کہ ان سائنسدانوں نے جو مسلمان نہ تھے قرآن پڑھ کر یہ تمام نظریات اور محالات نکالے ہیں۔ ہاں انہوں نے قرآن کا مطالعہ کئے بغیر لاشعوری طور پر قرآن کی ہدایت پر پورا عمل کیا کہ اللہ نے انسان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ نامعلوم کو معلوم کر سکے۔ لہذا یہ سوچنا کہ سائنس کا ہر نظریہ غیر مسلم کو قرآن سے استفادہ کرنے سے حاصل ہوا ہے حماقت سے کم نہیں۔ اس سے قرآن حق ثابت نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ ہوتی ہے۔ کیا ایک اچھا اور سچا مسلمان اس کی جرأت کر سکتا ہے؟ اب تک اسلام خطرے میں تھا ہمارے علمائے دین کی وجہ سے جنہوں نے ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کے حصول سے روک رکھا۔ مگر اب پھر مزید خطرے میں آ رہا ہے جہاں ایک پڑھا لکھا مسلمان قرآن کو عین سائنس ثابت کر رہا ہے۔

آئندہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ قرآن کی وہ آیتیں جو کائنات کے حقائق کی طرف اشارہ کرتی ہیں ان کا موازنہ سائنس کے ان اصولوں سے کیا جائے جو تجربات و ریاضیات سے حق ثابت ہو چکے ہیں۔ ایسے بہت سے اصول و حقائق ہیں۔ یہ وہی کر سکتے ہیں جن کی Speciality قرآن کی عربی اور جدید ریاضیاتی علم الکون ہوں یا ان دو



## ذائقہ

رفتار سے چلتی ہیں۔ یہ بلیک ہول کے اندر نہیں جاتیں۔ وقت گزرنے کا احساس حرکت سے ہوتا ہے۔ جو بچہ اندھیری غار میں ہو اس کا دل، پیچھے ہٹا، گردے خون سب حرکت میں آتے ہیں اس لئے اسے وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوتا ہے جو مرنے کے بعد نہ ہوگا۔ بقول رسول اللہ ﷺ اگر آپ آخری نبی نہ ہوتے تو خلفائے راشدین میں سے کوئی ہوتا اس لئے سیدنا عمرؓ کا درجہ بہت بلند ہے۔ حضرت ساریہ کو ہدایت دینا کہ ”اے ساریہ پہاڑ کی طرف“ ایک تاریخی حقیقت ہے مگر بزرگوں کو نماز کی نیت کے لئے قبلہ نظر آتا یا ہر جمعرات کو ان کا اپنے مقام سے بجے کو طواف کے لئے جانا بالکل لغو بات ہے۔ اللہ نے یہ کائنات فزکس کے اصولوں پر خلق کی ہے جس میں ریاضیات کے قانون لاگو ہیں۔ معجزات صرف نبیوں اور رسولوں کے لئے تھے جن میں فزکس کے اصولوں کو بہت سی قلیل عرصے کے لئے رد کر دیا جاتا تھا۔

مؤخر الذکر کا عنوان ہمہ اوست یا وحدت الوجود کی طرف اشارہ کرتا ہے جو توحید کے معنی ہے۔ سورج سمجھو کے بعد کس سفر پر روانہ ہوتا ہے؟ اس کا ذکر نہیں ہے۔ موصوف سائنس کو دہریت قرار دیتے ہیں۔ فزکس کی بنیاد ہمارے حواس خمسہ پر قطعی منحصر نہیں ہے۔ فزکس مشاہدات اور ریاضیات کے دلائل کے بل بوتے پر آگے بڑھتی ہے جہاں حواس خمسہ کا گزر نہیں۔ مثلاً بہترین سے بہترین انسانی دماغ کے حواس خمسہ ان اربوں کھربوں مجراؤں (Galaxies) کو نہ دیکھ سکتے تھے نہ ان کے وجود سے واقف ہو سکتے تھے جو کائنات میں یکساں کثافت سے بچھلی ہوئی ہیں اور ایک دوسرے سے پرے بنتی جا رہی ہیں اگر دور بین کے مشاہدوں سے یہ حقائق سامنے نہ آتے۔ مثلاً اضافی نظریے کے دو یکساں فارمولے کتلے یا کمیت (Mass) اور وقت کے دے گئے ہیں جن کا انحصار رفتار پر ہے۔ وقت کا جو فارمولہ ہے وہ بالکل غلط ہے اور فزکس میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ اصلی فارمولے کو دیکھتے ہوئے یہ فارمولہ

طہارت کی غلطی بھی نہیں ہو سکتی۔ جب کسی علم کا بنیادی پہلو ہی صاف نہ ہو تو باقی مضمون کا کیا کہنا۔ بس الفاظ کی الٹ پھیر ہے اور کچھ نہیں تفصیل میں بڑا اقتصاد پایا جاتا ہے۔ غلام زبان و مکالم اور کائنات میں مادے کی نوعیت کو سمجھنا ہر کس و تا کس یا صوفیوں اور فلسفیوں کی بس کی بات نہیں رہی۔ اس کے لئے بیحد اونچی ریاضیات کی ضرورت ہے جس کے بغیر گاڑی آگے نہ بڑھ سکے گی۔ انکل پچھو باتوں سے سائنس کی گاڑی کو آگے بڑھنے سے روکا نہیں جاسکتا جس کی بنیاد تجربات و مشاہدات اور ریاضیات پر ہے۔ اس بڑھتے علم کے دور میں اللہ ہماری رہنمائی کرے اور ہمیں حقائق کو سمجھنے اور صحیح علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## قومی اردو کونسل کی سائنسی اور ٹیکنیکی مطبوعات

- 1- موزوں تکنیکی ڈائریکٹری ایچ۔ اے۔ ہدی رحیل اللہ خاں = 28/
- 2- خوربات ایف۔ ڈیوید میریس رآد۔ کے۔ رستوگی = 22/
- 3- ہندوستان کی ذراعتی زمینیں سید مسعود حسین جعفری = 13/
- 4- اور ان کی ذراعتی زمینیں
- 5- ہندوستان میں موزوں ایچ۔ ایم۔ ہدی = 10/
- 6- تکنیکی کی توسیع کی مجموعہ ڈاکٹر ظیل اللہ خاں
- 7- حیاتیات (حصہ دوم) قومی اردو کونسل = 5/
- 8- سائنس کی تدوین ذی این شرما = 80/
- 9- (تیسری طباعت) آری شرما غلام محمد
- 10- سائنسی شخصیات ڈاکٹر احمد حسین = 15/
- 11- فن صنعت تراشی نکیش سہدائیش راعبر عثمانی = 22/
- 12- گھریلو سائنس طاہرہ عابدین = 35/
- 13- فنی دل کش اور ان کے امیر حسن نورانی = 13/

خطاط خوشنویس

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، وزارت ترقی انسانی وسائل

حکومت ہند، ویسٹ بلاک، آء۔ کے۔ پورہ، نئی دہلی۔ 110066

فون: 610 3381, 610 3938 ٹیکس: 610 8159



# امرو د : ایک قبض کشا پھل

امرو د مرئیسی (Myrtaceae) خاندان کا پودا ہے۔ یہ 15 میٹر تک اونچا ہو سکتا ہے۔ چٹاں آم کی طرح ہوتی ہیں جن کے ایک طرف چوڑے ہوتے ہیں۔ تیز پر گہرے بھورے رنگ کے چمکتے ہوتے ہیں۔ پھول سفید اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ کچے پھل کا رنگ ہرا ہوتا ہے، جو پکنے پر پیلا ہو جاتا ہے۔ گودا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ بیج سخت ہوتے ہیں۔ امرو د کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ سال میں دو بار پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باغ بھی ہوتے ہیں اور لوگ گھروں میں بھی بولیتے ہیں۔

مزاج: گرم اور تر ہے۔

## افعال اور استعمال

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امرو د لذیذ خوشنما اور موثر

امرو د	عام فہم نام
گوادا (Guava)	انگلش نام
<u>Psidium Guajava L</u>	نپاتی نام
جام پھل	کناری نام
پیارا	بنگالی نام
چرو	مراٹھی نام
پارے دت	سنسکرت نام

طب یونانی میں امرو د کو مفرح اور مقوی قلب پھل کہا گیا ہے۔ یہ لذیذ بھی ہے اور شیریں بھی ہے، مفید بھی ہے اور موثر بھی۔ یوں تو یہ ساری دنیا میں پایا جاتا ہے لیکن کہتے ہیں کہ یہ وسطی امریکہ کا پودا ہے جو اپنے بے پناہ خواص کی وجہ سے تمام دنیا میں پھیل گیا۔



امرو د کا پھل، پھول اور پتے



## ڈائجسٹ

بھوک بڑھ جاتی ہے۔ دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مفید ہے۔  
 تکسیر اور بوا سیر میں مفید ہے۔ پیشاب کی جلن کو ٹھیک کرتا ہے۔  
 امروہ کے جج بھی فائدہ مند ہیں اور کینڑوں کو ہلاک کرتے ہیں۔  
 کھانسی کے لئے اکثر گاؤں میں لوگ کپے پھل کو گرم راکھ میں رکھ کر  
 پکا لیتے ہیں اور اس میں سیاہ مرچ اور نمک لگا کر کھانے سے کھانسی  
 ٹھیک ہو جاتی ہے۔ امروہ کے پتوں میں بھی بہت زیادہ طبی خواص  
 پائے جاتے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف طریقوں سے  
 پتے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں جنازے کے غسل کے  
 پانی میں امروہ کے پتے پکائے جاتے ہیں۔ بولیو مالک میں پتیوں کا جو  
 شانہ کھانسی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کئی ممالک میں پتیوں کا  
 جو شانہ دست اور پنجش میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چین اور جاپان  
 میں موک (بودھ پادری) قوت مردانہ کو دہانے کے لئے امروہ کی  
 جڑوں کو پکا کر پیچتے ہیں۔ تجربہ گاہوں میں تجربہ سے پتہ چلتا ہے کہ  
 امروہ میں کینسر کو ختم کرنے کے اثرات بھی موجود ہیں۔

پھل ہے۔ قبض کو، حکیم حضرات ام الامراض کا نام دیتے ہیں۔ یعنی  
 قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ مستقل قبض رہنے پر انسان کو لا تعداد  
 بیماریاں اپنے پنجے میں جکڑ لیتی ہیں۔ قبض کے جو مختلف علاج ہیں  
 ان میں سب سے زیادہ وقت یہ ہے کہ دوا استعمال کرنے سے  
 اجابت تو ہو جاتی ہے مگر دوسرے روز قبض کی پھر شکایت ہو جاتی  
 ہے اور دوبارہ دوا کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس سے مریض  
 دوا کا عادی ہو جاتا ہے۔ اگر کپے ہوئے امروہ سے پیٹ ٹھیک کرنے  
 کی کوشش کی جائے تو پھر آسانی سے قبض کا علاج ممکن ہے۔ امروہ  
 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قبل از طعام قابض ہے اور بعد از طعام  
 ملین۔ اسی لئے اس کو کھانے کے بعد کھانا چاہئے اور کھاتے وقت  
 اس پر نمک اور سیاہ مرچ ضرور لگالینا چاہئے۔

## کیمیائی حقائق

نمی (Moisture)	76.1 فیصد
پروٹین (Protein)	1.5 فیصد
چربی (Fat)	0.2 فیصد
معدنی اجزاء	0.8 فیصد
ریشہ دار اجزاء	6.9 فیصد
کیشیم	0.1 فیصد
فاسفورس	0.04 فیصد
نولاد (100 گرام میں)	0.04 ملی گرام
کیلوری (100 گرام میں)	66 کیلوری

موسم سرما میں امروہ بے خوف ہو کر کھا سکتے ہیں لیکن موسم  
 برسات میں امروہ کے اندر کیڑے اکثر مل جاتے ہیں اس لئے  
 برسات کے موسم میں امروہ کو کاٹ کر اچھی طرح تیل کر لینی چاہئے  
 کہ کہیں اس میں کیڑے تو نہیں ہیں۔ امروہ کا جام بھی بہترین ہوتا  
 ہے۔ یہ مفرح اور مقوی قلب ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے

**Topsan®**

BATH FITTINGS

Top Performing Taps

**STELLAR**  
SERIES

**MACHINOO TECH**

DELHI Fax : 91-11- 2194947 Email : topsan@nda.vsnl.net.in





# علم اک لازوال دولت ہے

علم سے آدمی کی شہرت ہے  
علم سے عورتوں کی زینت ہے  
علم ہی وجہ فتح و نصرت ہے  
علم معراج آدمیت ہے  
اس کو ہر چیز پر فضیلت ہے  
علم قدرت کی ایک نعمت ہے  
آج یکساں ہمیں ضرورت ہے  
علم و دانش سے جس کو رغبت ہے  
آئی قرآن میں یہ آیت لک ہے  
اس کی انجیل میں شہادت ہے  
یہ کہانی نہیں حقیقت ہے  
ملک و ملت کی اک یہ خدمت ہے  
جس سے ظاہر خلوص نیت ہے  
اوج قسمت کی یہ ضمانت ہے  
علم سائنس کی اشاعت ہے  
قابل قدر ایک خدمت ہے  
وقت کی اک اہم ضرورت ہے

علم سے آدمی کی عزت ہے  
علم سے وقار مردوں کا  
علم ہی ہے کلید قفل ظفر  
علم سے چاند پر گیا انسان  
علم سے کوئی شے نہیں افضل  
علم سے بڑھ کے کچھ نہیں ہدم  
علم دین اور دنیا کی  
دینی و دنیا میں سرخرو ہے وہی  
”علم میرا بڑھا خدائے کریم“  
”ابتداء میں کلام تھا“ موجود  
وجہ تعمیر کائنات ہے علم  
صدقہ جاریہ ہے صدقہ علم  
یہی پیش نظر ہے اسلامؐ کے  
آج سائنس کا زمانہ ہے  
اس رسالےؑ کا اصل مقصد بھی  
یہ یقیناً جہان دانش میں  
اس کی ترویج ملک و ملت میں

1. ذبِ ذہنی علما 2. ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، یرماہنامہ سائنس۔ 3. ماہنامہ سائنس نئی دہلی





# ویڈیو کورٹ اور ٹیلی میڈیسن نیٹ ورک



کورٹ اور ٹیلی میڈیسن نیٹ ورک کے ذریعے مجسٹریٹ اور ڈاکٹروں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح اس نئی سائنسی تکنیک نے قیدیوں کے فرار ہونے کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔  
پچھلی مئی میں جب بنگلور کی سینٹرل جیل شہر کے مرکزی حصے سے مضافات میں واقع گاؤں پر پنا اگر اہارا (Parapana Agrahara) منتقل ہوئی تو جیل کے حفاظتی عملے کے لیے قیدیوں کو شہر لے جانا اور بھی زیادہ کارِ محال ہو گیا۔ روزانہ تقریباً 500

قیدیوں کو اسپتال یا عدالت لے جانا پولیس کے لیے دردِ سر سے کم نہیں۔ اکثر قیدی فرار کے لیے ایسے ہی موقعوں کی تلاش کرتے ہیں۔ مگر بنگلور کی سینٹرل جیل نے نئی ملٹی میڈیا سہولیات کی مدد سے اب جیل کو ویڈیو لنک کے ذریعے اسپتالوں اور عدالتوں سے مربوط کر دیا ہے۔ قیدی اب جیل کے احاطے کے اندر ہی ویڈیو \* مقبول احمد سراج بنگلور کے روزنامہ ”میترو نوڈے“ کے نیوز ایڈیٹر اور بنگلور میں بی بی سی ورلڈ کے سروس نامہ نگار ہیں۔



## پیش رفت

بومئی سے گفتگو کی۔ بومئی نے ہمیں بتایا کہ جہاں ڈاکٹر اور مریض روبرو اسکرین پر بات چیت کر سکتے ہیں وہیں مریض کا ECG، بلڈ پریشر وغیرہ سے متعلق ڈیٹا کمپیوٹر کے ذریعے فوری اسپتال بھیجے جاتے ہیں۔ ان دوسہولتوں کے نتیجے میں جیل کے حفاظتی عملے کو کافی راحت ملی ہے۔ محکمہ جیل کے ڈی۔ آئی۔ جی۔ ایس۔ این بورڈ نے بتایا کہ بنگلور سینٹرل جیل کو اسپتالوں اور عدالتوں سے مربوط کرنے کے عمل پر کوئی سات لاکھ روپے کے مصارف آئے۔ ان سہولیات کا آغاز بومئی کے اواخر میں ہوا اور پچھلے نو ماہ میں محکمہ جیل نے ٹرانسپورٹ اور حفاظتی عملے کے مصارف میں اس سے کچھ زیادہ رقم کی بچت کی ہے۔

جیل کے حکام ان نئی سہولیات سے سیرور ہیں مگر قیدی بیرون جیل کی دنیا کے نظاروں سے محظوظ ہونے کے مواقع کھونے پر محکمکن ہیں۔

قیدیوں کو 20 تا 30 گاڑیوں کے ذریعے شہر لانا کافی جو سکھ کا مسئلہ تھا۔ مگر بالی کورٹ نے حکام کو ہدایت دی کہ وہ بنگلور کی انفارمیشن ٹیکنالوجی کی فرموں سے ربط پیدا کر کے سینٹرل جیل کو عدالتوں اور اسپتالوں سے مربوط کر دیں۔ عدالت نے کہا کہ ملٹی میڈیا سہولیات کے ذریعے جیل کے احاطے میں ہی ویڈیو کورٹ اور ٹیلی میڈیٹن نیٹ ورک اسپتال قائم کیا جائے۔ اور ان سہولیات کے قیام میں کوئی ایک ماہ کا خرچہ لگا۔ اس جیل کے ہی ایک کمرے کو ویڈیو کورٹ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب قیدی سماعت کے لیے اسی ویڈیو عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور 20 کلومیٹر دور شہر میں بیٹھے مجسٹریٹ سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ دونوں باہم ویڈیو اسکرین پر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے بتایا کہ جیل میں فی الحال 3300 قیدی ہیں جن میں 80 فیصد افراد زیر تحویل Under Trial ہیں۔ (یعنی جن پر مقدمات چل رہے ہیں اور سزا کا اعلان نہیں ہوا ہے) ان میں سے 400 سے 500 زیر تحویل افراد کی عدالتوں میں روزانہ پیشی ہوتی ہے اور زیادہ تر مقدمات میں پیشی کی تاریخوں کو محض ملتوی کیا جاتا ہے۔ البتہ ویڈیو کورٹ کو فی الوقت صرف قیدیوں کے بیانات درج کرنے یا ریمانڈ کی تاریخوں میں توسیع کی خاطر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر جرح درکار ہو تو قیدی کو اب بھی کورٹ ہی لایا جاتا ہے۔

دوسری جانب جیل کے اسپتالوں سے ٹیلی میڈیٹن نیٹ ورک نے شہر کے کئی اسپتالوں سے رابطے کو آسان بنادیا ہے۔ جیل کے میڈیکل آفیسر نے بتایا کہ جیل کی اسپتال محض معمولی شکایات سے نمٹ سکتی ہے۔ کئی قیدیوں کو قلبی امراض، گردے کے نقص یا دماغی شکایات کے لیے شہر کے مخصوص طبی مراکز کو لے جانا ہوتا ہے۔

لہذا سینٹرل جیل کا یہ معمولی اسپتال اب شہر کے نارائن ہری دیا لہ (قلبی اسپتال)، اگر وال آئی اسپتال، نمہانس (Nimhans) دماغی اسپتال اور کسی ایک گروں کے اسپتال سے جوڑ دیا گیا ہے۔

راقم نے جیل سے اس نیٹ ورک پر نارائن ہری دیا لہ کے ڈاکٹر



کی نئی پیش کش

عطر ہاؤس

عطر 99 مٹک عطر 99 مجموعہ عطر 99  
جنت الفردوس نیز 99 مجموعہ عطر سٹانی

کھوجاتی و تاج مار کہ سرمد دیگر عطریات

بول سیل ورٹیل میں خرید فرمائیں

مغلیہ بالوں کے لئے جڑی بوٹیوں سے تیار مہندی۔  
ہر مل حنا اس میں کچھ ملانے کی ضرورت نہیں۔

مغلیہ چندن اشن جلد کو نکھار کر چہرے کو شاداب بناتا ہے۔

عطر ہاؤس 633 چٹلی قبر، جامع مسجد، مولیٰ۔ 6

فون نمبر: 2328 6237



# مسلمانوں کے طبی و سائنسی کارنامہ تاریخ کے آئینے میں

حق العین کا نام دیا گیا۔

مسلمانوں نے صرف یونان، ہند اور ایران کی مشہور کتابیں ترجمہ کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ علم کی شاخوں کو ترقی بھی دی۔ ستاروں کی چال و حال پر غور و فکر کے بعد کائنات سے متعلق بہت سی باتیں دریافت کیں۔ علم تشریح و اعصاب کی جانب توجہ دی امراض

کے اسباب بیان کئے اور علاج کے طریقے دریافت کئے، شفا خانے بنوائے۔ جغرافیہ، فلسفہ، کیمیا، طبیعیات، ریاضی اور فن تعمیر میں کمال پیدا کیا۔

عرب جراحی میں کلوروفارم استعمال کرتے تھے، جب کہ سبکی رہنما طب کو حرام قرار دے رہے تھے۔ مختلف امراض اور ان کے علاج میں مسلمان اپنا

ابن سینا کی کتاب ”القانون“ بھری کی ”الحیوان“ اور ابو القاسم کی جراحی سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں کتب کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔ ان کتابوں میں انسانی دماغ اور اعصاب کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ ابن سوری کی کتاب میں خشک بوٹیوں کی رنگین تصاویر بنی ہوئی تھیں یہ کتاب عربوں کی پہلی رنگین مصور کتاب قرار دی جا چکی ہے۔

مسلمانوں کے یہاں علم کا بنیادی ماخذ قرآن کریم اور تعالیمات اسوۂ رسولؐ تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہر مرحلہ ذریعہ علم کو بھی استعمال کیا۔ ان کے بنیادی فکر اور مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والے باہمی امتزاج اور مباحث ہی نے انہیں اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ اکثر علوم کی تصدیق اور پرکھ کے لیے

تجربے کو استعمال کریں۔ تجرباتی بنیادوں پر بنی علم ”سائنس“ کو مسلمانوں کے یہاں عمومی قبولیت حاصل تھی کیونکہ اس میں بنیادی اصولوں کو استعمال کیا جاتا تھا جس کی طرف مسلمانوں کی مذہبی کتاب ”قرآن مجید“ رہنمائی کرتی ہے۔ قرآن کریم نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ یقین یعنی علم کے

تین ارتقائی پیمانے ہیں:

- ☆ علم بذریعہ استدلال یا عقلی علم بھی کہتے ہیں اسے علم العین کا نام دیا گیا۔
- ☆ علم بذریعہ مشاہدہ جسے حسی یا مشاہداتی علم بھی کہتے ہیں اسے عین العین کا نام دیا گیا۔
- ☆ علم بذریعہ تجربہ جسے وارداتی یا تجرباتی علم بھی کہتے ہیں اسے

ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ عصر جدید تک جس قدر ادویات تیار کی جاتی ہیں ان کی تیاری کے لیے عربی قرابادین کو سامنے رکھا جاتا رہا۔ ابن سینا کی کتاب ”القانون“ بھری کی ”الحیوان“، نور ابو القاسم کی جراحی سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں کتب کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔ ان کتابوں میں انسانی دماغ اور اعصاب کی



## میراث

تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ ابن سوری کی کتاب میں خشک یونیوں کی رنگین تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ یہ کتاب عربوں کی پہلی رنگین مصور کتاب قرار دی جا چکی ہے۔ مردوں پر عمل قطعاً اگرچہ اسلام کی رو سے حرام ہے۔ لیکن ابن ماسویہ نے ایک لشکر پر عمل جراحی کر کے اعضاء کی صحیح صحیح تصویر پیش کی تھی اس نے دوران خون کا جدید نظریہ بھی پیش کیا تھا۔

طب میں الکندی کا عجیب و غریب کارنامہ یہ ہے کہ اس نے مرکب دواؤں کے اثر کو موسیقی کی طرح ہندی تناسب پر مبنی قرار دیا۔ کندی نے اپنے زمانہ کی مفرد دواؤں کی صحیح خوراک کا تعین کیا۔ اسلامی سائنس میں تاریخی طبری کو بڑا مقام حاصل ہے اس کا مصنف ابو موسیٰ علی بن طبری تھا۔ طب کے میدان میں بھی طبری کا نام سرفہرست ہے۔ ”فردوس الحکمت“ اس کے محرکۃ الآراء تصنیف ہے اس میں فلسفہ، موسم، حیوانات، علم تولید، نفیات اور

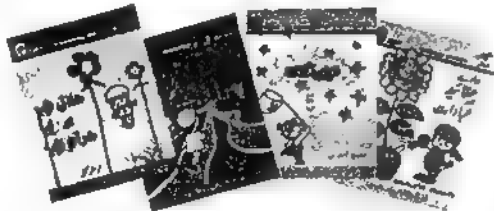
فلکیات کے متعلق بہت کچھ درج ہے جسے باقاعدہ سائنس کا درجہ حاصل ہے۔ طبری نے اس میں کوئی بات بلا تحقیق اور شہوت کے درج نہیں کی اس کی یہ کتاب آج بھی اسی طرح مستند حیثیت رکھتی ہے۔ طبری کے ہونہار شاگرد، دنیا کی پہلی انسائیکلو پیڈیا ”الملاوی“ کے مصنف اور نویں صدی کے سب سے بڑے طبیب ابو بکر محمد بن زکریا رازی نے چچک کا نیکہ ایجاد کر کے اسلامی طب کو دنیا میں ایک ممتاز مقام عطا کیا۔ اس نے بھی تجرباتی طریقہ کو آگے بڑھایا۔ رازی کے نزدیک معلوم کردہ حقائق کو تسلیم کرنا ضروری نہیں جب تک وہ تجربہ میں صحیح ثابت نہ ہوں۔ گویا وہ تحقیق مزید کا قائل تھا۔ اس کے نزدیک ہر وہ تجربہ تحریر کیا جاتا اور آزمائش میں ڈالا جاتا ضروری ہے جس کی علت کے بارے میں ہم تازہ کی میں ہوں۔ ابو بکر بن زکریا رازی کو طب کے علاوہ جراحی میں بھی دخل تھا۔ اس نے ہی زخم کو کھلا رکھنے کی ترکیب سب سے پہلے دریافت کی۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ چچک اور خسرہ کی تشخیص مغربی ڈاکٹروں نے کی لیکن یہ غلط ہے۔ رازی نے چچک اور خسرہ پر اپنا رسالہ ”کتاب

کا مکمل اور منضبط  
اسلامی تعلیمی نصاب

اقرا



اب اردو میں پیش خدمت ہے



**IQRA' EDUCATION FOUNDATION**

A-2, Firdaus Apt., 24, Veer Saverkar Marg  
(Cadel Road), Mahim (West), Mumbai-16.  
Tel: (022) 4440494 Fax: (022) 4440572  
e-mail: iqraindia@hotmail.com



جسے اقرا انٹرنیشنل ایجوکیشنل فاؤنڈیشن، ممبائی (امریکہ) نے گزشتہ تین برسوں میں تیار کیا ہے جس میں اسلامی تعلیم بھی بچوں کے لئے کیل کی طرح دلچسپ اور خوشگوار بن جاتی ہے یہ اب جدید آغاز میں بچوں کی تربیت اور محروم و خیر افتاد کی رعایت کرتے ہوئے اُس تکجک پر بنایا گیا ہے جس پر آج امریکہ اور یورپ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن، حدیث و سیرت، طب، عقائد و فقہاء خلافت کی تعلیمات پر مبنی یہ کتابیں دوسرے ذائقہ ماہرین تعلیم و نفیات نے علماء کی نگرانی میں لکھی ہیں۔

دیدہ ذہب کتب کو حاصل کرنے کے لئے یا اسکولوں میں رائج کرنے کے لئے رابطہ قائم فرمائیں:



الجدری والحمیہ“ لکھا جو کہ دنیا کی وبائی امراض پر پہلی کتاب ہے۔ اس کتاب نے سترہویں صدی تک اسے طب کا امام تسلیم کر لیا۔

رازی سے ایک سو سترہ کتابیں اور اٹھائیس رسالے منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے صرف بارہ تصانیف علم کی بنا پر ہیں۔ ان سب میں ان کی ممتاز تصنیف الجودی ہے۔ رازی نے اس میں یونانی، ہندی اور ایرانی طب کی روح سودی ہے۔ دسویں صدی میں میثرا میڈیکال لکھنے کا سہرا ابو موفی منصور کے سر بندھتا ہے۔ اس میثرا میڈیکا میں 505 ادویات تجویز کی گئی تھیں جن میں 386 نباتات سے 75 معدنیات اور 44 حیوانات سے حاصل کی گئی تھیں۔ موفی ادویہ کے مختلف حوالہ کا فرق بھی جانتا تھا۔

نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ دنیا کا پہلا نامور جراح اور سرجن ابو القاسم زہراوی تھا جس نے انسانی اعضاء کی تحقیق کے لئے اجسام کی چیر پھاڑ پر زور دیا۔ اس کی شہرہ آفاق کتاب ”التصریف“ ہے جس میں اس نے مٹانے کی پتھری توڑنے کی دواؤں کے

یہ مسلمان بیک وقت عالم طبیعیات، عالم دینیات، عالم ریاضیات اور خدا پرست تھے اس لیے انہوں نے سائنس کو کبھی لادین اور مادہ پرست نہیں ہونے دیا جیسا کہ بعد کے یورپی دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب اور سائنس کے درمیان ایک زبردست جنگ جاری ہے۔

نام اور آپریشن کے لیے نام تجویز کیا۔ یورپی ڈاکٹر خواہ کتنے مشہور ہو جائیں لیکن یہ حقیقت کبھی بھی چھپ نہیں سکتی کہ ابو القاسم زہراوی ان سب کا امام تھا۔ سرجری کے متعلق اس کا پہلا باب داغنے کے سلسلے میں تھا۔ زہراوی نے سر سے ہر ایک تمام امراض کا علاج داغنا تجویز کیا۔ اس نے داغنے کے مختلف آلات، ان کی تفصیل اور استعمال کا طریقہ بتایا۔ اس کے علاوہ عمل جراحی پر کافی تفصیلی بحث بھی کی ہے۔ دانت، آنکھ، حلق، مٹانے، بواسیر اور خنزیر وغیرہ کے آپریشن کا ذکر کیا ہے۔

زہراوی نے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے، اترے ہوئے جوڑوں کو چڑھانے کا کارہ عضو کاٹنے، اور ہر قسم کے پھوڑوں کو چیرنے کی

تفصیل بیان کی ہے۔ زہراوی نے سر کے آپریشن کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے۔ وہ جراثیم کے نظریے سے واقف تھا اور جراثیم کش ادویات کے استعمال کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیتا تھا۔ طب کی بائبل ”القانون“ کا مصنف اور تھریا میٹر کا موجد ابو علی الحسین ابن عبد اللہ ابن سینا 980 میں بخارا میں پیدا ہوا۔ اس کی کتاب ”القانون“ شیخ الحکمت اٹھارہویں صدی عیسوی تک یورپ میں پڑھائی جاتی رہی۔ القانون میں ابن سینا نے تپ دق کو متعدی مرض قرار دیا۔

انٹریوں میں پیدا ہونے والے کیڑوں اور ان سے ظاہر ہونے والی بیماریوں کا تفصیلی ذکر کیا۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ بیماریاں پانی اور مٹی کے ذریعے بھیقتی ہیں۔ اس نے جلدی امراض کی وضاحت کی جنسی امراض، عصبی بیماریوں، نفسیات اور دیگر کئی امراض

کے متعلق نئی باتیں دریافت کیں۔

ابن رشد ایک بڑا مشہور نام ہے جو کہ قرطبہ کا رہنے والا تھا۔ ابن رشد جدید زمانے کا فلسفی تھا۔ وہ مذہب کا بہت زیادہ قائل تھا۔ ابن رشد پہلا شخص تھا جس نے یہ دریافت کیا کہ آنکھ میں بصارت کا عمل پتلی پر نہیں ہوتا بلکہ آنکھ کے اندر پردہ شبکیہ پر اس شے کا الٹا عکس پڑتا ہے جسے آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے۔

ابن بیطار ایک ماہر نباتات اور گھوڑوں کے ڈاکٹر کے طور پر مشہور تھا۔ اندلس کا رہنے والا تھا۔ ابن بیطار نے دور دراز کا سفر کر کے ہزاروں جزی بوٹیاں اکٹھا کیں۔ ان کے خواص معلوم کر کے اس نے اپنی کتاب جامع المفردات لکھی۔ یہ کتاب چودہ سو جزی



## میراث

ہوئی تھیں جو ہوا چلنے پر گاتی تھیں۔ حکم بن ہاشم نے ایک چاند بنایا تھا جو ماہِ خشب کے نام سے مشہور تھا۔ وہ خشب نامی کنوس سے طلوع ہوتا تھا اور تقریباً دو سو مربع میل کا علاقہ روشن کرتا تھا۔ یہ سورج نکلنے ہی ڈوب جاتا تھا اور اس کے غروب ہونے پر نکل آتا تھا۔ تبریز وہ پہلا مقام ہے جہاں تیرہویں صدی عیسوی میں ہلاک پر جنگ کے استعمال کا پتہ چلا۔

اسپین کے ایک مسلم سائنس دان ابوالقاسم ابن فرناس نے تین چیزیں ایجاد کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اول عینک کا شیشہ، دوم وقت بتانے والی گھڑی، سوم ایک ایسی مشین جو ہوا میں اڑ سکتی تھی۔ اسی طرح ابراہیم الفرائزی خلیفہ منصور کے عہد کا پہلا مسلمان سائنس دان انجینئر تھا جس نے پہلا اصرطلاب تیار کیا تھا۔ ابن سینا کے استاد ابوالحسن نے پہلی دور بین ایجاد کی تھی۔ مسلمانوں کے بتائے ہوئے پانچ سہوی کرتے آج بھی یورپ کے عجائب گھروں کی زینت ہیں۔

سائنس کو اس کی بنیادیں اسلامی دور میں عطا ہوئیں گویا یہ مسلمان تھے جنہوں نے سائنس کو فکری انداز سے نکال کر عملی استحکام بخشا اور نظری علوم کی صنف سے نکال کر تجرباتی بنیادوں پر استوار کرنا شروع کیا۔ اس عظیم الشان دور کے مسلمان سائنسدانوں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ قرونِ اولیٰ 600 سے 1000ء تک قرونِ وسطیٰ 1000 سے 1500ء تک۔ قرونِ اولیٰ میں قرونِ وسطیٰ کی بہ نسبت زیادہ کام ہوا۔ یہ دور تھا جب یورپ پر مکمل تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ان کے یہاں کتاب تک رکھنا جرم قرار دیا جا چکا تھا۔ ان مسلمان علماء اور سائنس دانوں نے ایسی راہ ہموار کی جس پر تہذیب کا قافلہ چلا ہوا یورپ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ مسلمان بیک وقت عالمِ طبیعیات، عالمِ دینیات، عالمِ ریاضیات اور خدا پرست تھے اس لیے انہوں نے سائنس کو کبھی لادین اور مادہ پرست نہیں ہونے دیا جیسا کہ بعد کے یورپی دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب اور سائنس کے درمیان ایک زبردست جنگ جاری ہے۔

یونانیوں پر انسانی کلو پیڈیا کا دور چرکتی ہے۔ علمِ ریاضی سے مسلمانوں کو خصوصی دلچسپی تھی۔ آٹھویں صدی عیسوی میں دنیا کی ریاضی اور ہیئت میں چینیوں کے بعد مسلمانوں نے بلند پایہ تحقیقات کا الگ قدم اٹھایا۔ اور علمِ حساب کو زیادہ عملی رنگ دینے کی کوشش کی۔ علمِ حساب کو پروان چڑھانے میں مسلمانوں نے سب سے پہلے اقلیدس کی ”مفاجات“ کے تراجم کئے۔

الجبر خصوصی طور پر مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ مامون کے عہد میں محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے علمِ حساب میں الجبرے کا اضافہ کیا۔ خوارزمی کے بعد احمد التہاوندی نے کسوری تقسیم اور جز المربع دریافت کرنے کے طریقوں کی وضاحت کی۔ عمر خیام نے الجبرے کو بہت ترقی دی اور سہ درجی مساوات کے حل کو فروغ دیا۔

الجبرے کے بعد مسلمانوں کی ایک بڑی ایجاد ٹرگونا میٹری تھی۔ یہ ایجاد الجانی نے کی تھی۔ اس نے لفظ شیبہ استعمال کیا تھا جو لاطینی میں سائن کی شکل اختیار کر گیا۔ علمِ المثلثات میں عبدالرحمان صوفی کا نام صغ اول پر ہے جو ماہرِ فلکیات بھی تھا۔ اس نے اپنے مشاہدات پر مبنی ہاتھ پر کتاب صورت الکوکب لکھی جو اب بھی بڑی مدت کے متغیر اور ست رفتار ستاروں کی تحقیقات میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ تیرہویں صدی میں علمِ مخططات کو جو ترقی ہوئی وہ مسلمانوں ہی کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ اس صدی کے نصف حصے میں مراکش میں زیادہ کام ہوا۔ مسلمانوں نے ریاضی اور الجبرے میں نمایاں کام انجام دیئے تھے جن کو یورپ والوں نے مصلحتاً یا محصلاً اپنے نام سے منسوب کر لیا۔

مسلمانوں نے صرف نظری سائنس پر ہی توجہ نہیں دی تھی بلکہ عیب و غریب تکنیکی ایجادات بھی کی تھیں۔ اموی خلفاء کے وقت میں پہاڑی چشموں کا پانی گھر گھر پہنچتا تھا۔ مامون کا عہد تکنیکی ایجادات کے لیے بہت مشہور ہے۔ مامون کے حوض میں مصنوعی چڑیاں بنی





کیمیا کے فنی استعمال پر اس کے تجربات بہت اہم ہیں۔ مثلاً فولاد کی تیاری، پلاچہ بانی اور چم کی رنگائی، لوہے کا رنگ سے محفوظ رکھنا۔ شیشے کو رنگین بنانا۔ سونے سے ایک ایسڈ بنانا وغیرہ۔

تیرہویں صدی کے بعد مسلمانوں کی تہذیب باند پڑنا شروع ہوئی اور سولہویں صدی کے آتے آتے مسلمان سائنس سے بالکل بے تعلق ہو کر رہ گئے۔ تیرہویں صدی تک کے یہ چھ سو برس اسلامی تاریخ میں درخشاں ابواب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں مسلمانوں نے بائل، شام، مصر، یونان، ہند، اور چین کے علوم و فنون کو نہ صرف عربی میں ڈھال کر آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا بلکہ اس میں قابل قدر اضافے بھی کئے۔

دہلی میں اپنے قیام کو خوشگوار بنائیے  
شاہجہانی جامع مسجد کے سامنے

حاجی ہوٹل

آپ کا منتظر ہے

آرم دہ کمرؤں کے علاوہ

دہلی وار بیرون دہلی کے واسطے

گاڑیاں، بسیں، ریل و ایئر لنگ

نیز پاکستانی کرنسی کے تبادلے کی سہولیات

بھی موجود ہیں

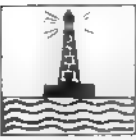
فون نمبر: 2326 6478

سب سے پہلا مسلمان سائنس دان عبد الملک الاصمعی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے وقت کا بہت بڑا ماہر حیاتیات تھا اس نے علوم حیوانات و نباتات اور انسان کی پیدائش و ارتقاء پر مقالے لکھے۔ الاصمعی کے ہم عصر ابراہیم الفرائزی نے خلیفہ منصور کے حکم سے ہندی کتاب سدھانت کا ترجمہ عربی میں کیا۔ یہ ترجمہ 773ء میں ہوا۔ اس نے اعداد و حساب کا رخ موڑ دیا۔ صفر اور دوسرے اعداد کو لکھنے کا آسان طریقہ دریافت ہوا۔ بعد ازاں یہی ہند سے عربی ہندسے کے نام سے مشہور ہوئے۔

کیمیا کا بابا آدم ابو موسیٰ جعفر، جابر بن حیان بھی الاصمعی کا ہم عصر تھا۔ اس کو کیمیا کا بانی مانا جاتا ہے۔ وہ کیمیا کے تمام تجرباتی علموں سے واقف تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ کیمیا میں سب سے ضروری چیز تجربہ ہے۔ جو شخص اپنے علم کی بنیاد تجربے پر نہیں رکھتا ہے وہ ہمیشہ غلطی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے جابر پہلا کیمیا داں ہے جس نے مائے کو عناصر اربعہ کے نظریے سے نکالا۔ جابر بن حیان پہلا شخص تھا جس نے مائے کی تین حصوں میں درجہ بندی کی، نباتات حیوانات اور معدنیات۔ بعد ازاں معدنیات کو بھی تین گروہوں میں تقسیم کیا۔ پہلے گروہ میں بخارات بن جانے والی اشیاء رکھیں۔ انہیں روح کا نام دیا۔ دوسرے گروہ میں آگ پر پھٹنے والی اشیاء مثلاً دھاتیں۔ اور تیسرے گروہ میں ایسی اشیاء جو گرم کرنے پر پختک جائیں اور سرمہ بن جائیں۔ پہلے گروہ میں گندھک، سنگھیا، پارہ اور نوشادر شامل ہیں۔ جابر کیمیا کے متعدد امور پر قابل قدر نظری و تجرباتی معلومات رکھتا تھا۔ اس کا یہ نظریہ تھا کہ زمین پر وجود میں آنے والی اشیاء سیاروں اور ستاروں کے اثر کا نتیجہ ہیں۔

جابر نے کئی کیمیاوی مرکبات مثلاً لیڈ کاربونیٹ، آرسنیک سلفائیڈ، اور الکل کو خالص تیار کیا۔ اس نے الکل، شورے کے تیزاب و نائٹرک ایسڈ اور نمک کے تیزاب ہائیڈروکلورک ایسڈ اور فاسفورس سے دنیا کو پہلی بار روشناس کرایا۔ اس نے دو عملی دریافتیں بھی کیں۔ ایک تکلیس کشہ کرنا یعنی آکسائیڈ بنانا اور دوسرے تحلیل یعنی حل کرنا۔

اپریل 2004ء



# انٹی منی اور بسمتھ

سے نہیں۔ معمولی رگڑ کے نتیجہ میں یہ آگ نہیں پکڑتا۔ تاہم  
ماچس کی ذبیہ پر تیلی رگڑنے والی جگہ پر لگی ہوئی سرخ فاسفورس کی  
چنگاری اسے آگ پکڑنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

انٹی منی ان دھاتی عناصر میں سے ہے جو ٹائپ میٹل بنانے  
کے لئے آہیں میں ملائے جاتے ہیں۔ ٹائپ میٹل نسبتاً کم نقطہ پگھلاؤ  
رکھنے والی ایک بھرت (یعنی دھاتوں کا آمیزہ) ہوتی ہے۔ اگر اسے  
پگھلا کر کسی کٹے سانچے میں انڈیل دیا جائے اور ٹھنڈا ہو کر جمنے دیا  
جائے تو یہ بالکل سانچے کی شکل اپنا لیتی ہے۔ اگر اس سانچے کی شکل  
حروف تہجی کے کسی حروف کی طرح ہو تو ٹائپ میٹل یہی شکل اختیار  
کر لے گی۔ یوں ہمیں پرنٹنگ ٹائپ کا ایک حرف مل جاتا ہے۔ اگر  
اس قسم کے کئی ایک سانچے قطار میں لگا دے جائیں اور پگھل ہوئی  
ٹائپ میٹل کو ان کے اوپر انڈیل کر ٹھنڈا کیا جائے تو ہمیں ٹائپ کی  
ایک پوری سطر حاصل ہوتی ہے۔ اگر اس سطر پر سیاہی لگا کر اسے  
کاغذ پر دباؤ کے ساتھ رکھا جائے تو یہ سطر کاغذ پر چھپ جاتی ہے۔

شاید آپ یہ سوچیں کہ یہ کام کم نقطہ پگھلاؤ رکھنے والی کسی  
بھی دھات سے لیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ زیادہ تر  
مانعات جمنے پر سکڑتے ہیں۔ ہر وہ مائع جو جمنے پر سکڑتا ہو، سانچے  
کے کناروں سے کھینچے جانے کا اور حتمی طور پر لفظ کی شکل واضح نہیں  
بنے گی۔ اس کے برعکس رد عمل رکھنے والے چند ایک مانعات میں  
ٹائپ میٹل کا شمار ہوتا ہے۔ یہ جمنے پر سکڑتی نہیں بلکہ پھیلتی ہے۔  
غور کریں کہ مائع ٹائپ میٹل جمنے پر جو نمی پھیلتی ہے تو سانچے کے  
ایک ایک کونے اور ایک ایک جھری تک پہنچ جاتی ہے۔ یوں ہمیں

دوری جدول میں آرسینک کے بعد اسی کالم میں دو بھاری  
عناصر، انٹی منی عنصر نمبر 51 اور ہسمتھ عنصر نمبر 83 بھی ہیں۔  
چونکہ یہ عنصر زمانہ قدیم سے جانے پہچانے عناصر میں سے ہیں،  
اس لیے ان کے ناموں کی وجہ تسمیہ معلوم نہیں۔

انٹی منی چند ار سفید رنگ رکھتا ہے اور اس کی کٹی ایک  
بہر دہنی اشکال بھی ہیں۔ ایک بہر دہنی شکل سب سے انوکھی اور  
غیر قیام پذیر ہے۔ اسے دھاکہ خیز انٹی منی کہتے ہیں۔ اس کی  
خاصیت اس کے نام ہی سے عیاں ہے۔ اگر اسے کھرچا جائے تو یہ  
دھاکہ کر کے حرارت خارج کرتی ہے۔ یوں یہ ایک دوسری  
بہر دہنی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ انٹی منی لیبر نری میں تیار کی جاتی  
ہے اور قدرت میں دھاکہ خیز بہر دہنی شکل میں نہیں پائی جاتی ہے۔  
اگرچہ انٹی منی اپنے نزدیکی عنصر آرسینک جیسی بری شہرت  
نہیں رکھتی مگر بعض صورتوں میں اس سے کم بھی نہیں۔ یہ سیلیان  
نامی ایک مرکب بناتی ہے جس کے ایک مالیکیول میں انٹی منی کا ایک  
اور ہائڈروجن کے تین ایٹم ہوتے ہیں۔ یہ بالکل آرسائن کی طرح  
ہوتا ہے۔ بس آرسینک ایٹم کی جگہ انٹی منی کا ایٹم لے لیتا ہے اور یہ  
آرسائن ہی کی طرح ایک خوفناک ذرہ ہے۔

قدیم مصری انٹی منی ٹرائی سلفائیڈ (جس کے ایک مالیکیول  
میں انٹی منی کے دو اور سلفر کے تین ایٹم ہوتے ہیں) کو بھوؤں کی  
پنسل کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ یہ 5000 سال قبل کی بات  
ہے۔ آج کل اس کا استعمال اتنے رومانی انداز میں نہیں ہوتا ہے۔ یہ  
فاسفورس ٹرائی سلفائیڈ ہی کی طرح آگ پکڑتا ہے لیکن زیادہ آسانی



## لانت ہاؤس

گداغنی بھرتیں اہم فوائد کی حامل بھی ہو سکتی ہیں۔ انھیں خود کار چھڑکاؤ کے نظام میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بہت سی صنعتوں اور تجارتی مراکز میں اس قسم کے چھڑکاؤ کا بندوبست کیا جاتا ہے یہ آلات کام کرنے کے لیے بالکل تیار ہوتے ہیں اور انھیں صرف ایک اشارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں گداغنی بھرت سے بنے ہوئے پلگ لگے ہوتے ہیں جن میں ان کے قریب کسی بھی مقام پر آگ لگتی ہے تو حرارت سے یہ پلگ پھیل جاتے ہیں اور یوں چھڑکاؤ کا نظام زور و شور سے کام شروع کر دیتا ہے اور آگ آٹا فانا بجھ جاتی ہے۔

بسمتھ کا ایک گھریلو استعمال بسمتھ سب گیلیک کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ اس مرکب کا مائیکروئل قدرے پیچیدہ ہوتا ہے۔ اسے زخموں پر لگانے کے لیے جراثیم کش سفوف میں ملایا جاتا ہے۔ بسمتھ کے دیگر اسی قسم کے مرکبات معدے کی بد ہضمی دور کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

مکمل الفاظ حاصل ہوتے ہیں جو واضح اور نمایاں ہوتے ہیں۔ بسمتھ کو بھی دیگر عناصر کے ساتھ ملا کر کم نقطہ پگھلاؤ کی حامل اشیاء بنائی جاسکتی ہیں۔ اس صورت میں ہمارے مد نظر صرف کم نقطہ پگھلاؤ ہی ہوتا ہے۔ بعض آمیزے پانی کے نقطہ جوش سے بھی کم درجہ حرارت پر پگھلتے ہیں۔ ایسے آمیزے گداغنی بھرت کہلاتے ہیں (گداغنی سے مراد آسانی سے پگھلنے والا ہے) ڈوز میٹل 71 درجے سینٹی گریڈ پر پگھلتی ہے اور ایک گداغنی بھرت ہے۔

ڈوز میٹل کو عملی طور پر مذاق کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس دھات سے بنائے گئے جیج کو گرم چائے کے ساتھ مہمان کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ جب مہمان چائے میں جیج ہلارہا ہو تو اسے باتوں میں مصروف رکھا جاتا ہے۔ اسے یہ دیکھنے نہیں دیا جاتا کہ چائے کی حرارت سے جیج کا چائے میں ڈوبا ہوا سرا پگھل رہا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو جیج کا دستہ ہوا میں گھماتے ہوئے پاتا ہے۔

**SERVING  
SINCE THE  
YEAR 1954**



**011-23520896  
011-23540896  
011-23675255**

# BOMBAY BAG FACTORY

8777/4, RANI JHANSI ROAD, OPP. FILMISTAN FIRE STATION  
NEW DELHI- 110005

3377, Baghichi Achheji, Bara Hindu Rao, Delhi- 110006

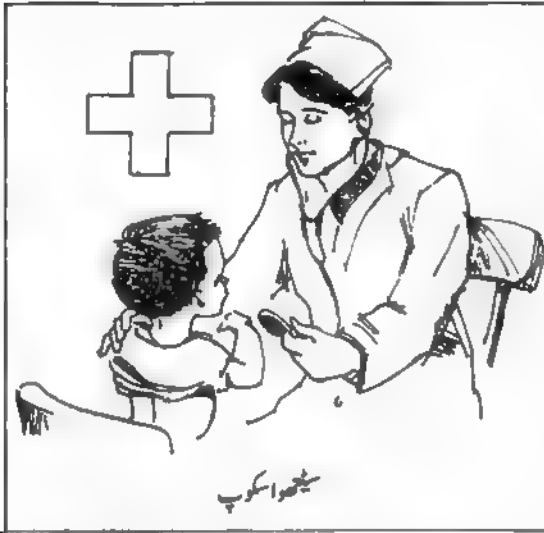
**Manufacturers of Bags and Gift Items**

for Conference, New Year, Diwali & Marriages

(Founder: Late Haji Abdul Sattar Sb. Lacey Waley)



# بلند آواز



سٹیتھو اسکوپ

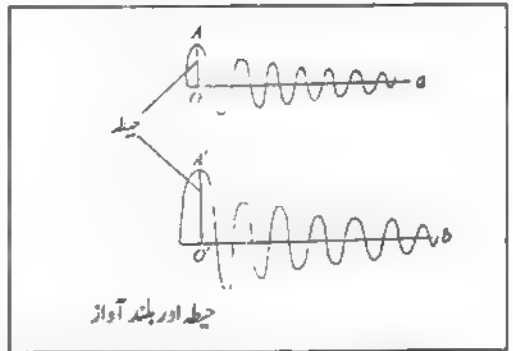
بلند آواز کا مطلب کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم عام طور پر یہی کہیں گے کہ اونچی یا طاقتور آواز، یا پھر آواز کی مقدار (Volume)۔ یہ آواز کی قوت کے ایسے داخلی احساسات کا نام ہے جسے ہمارے کان محسوس کرتے ہیں۔ یعنی آواز کوئی نظر آنے والی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے کانوں کو فقط سنائی دیتی ہے اور پھر ہم محسوس کرتے ہیں کہ کس قسم کی آواز ہے۔ کہاں سے آرہی ہے اور کتنی بلند یا بچی ہے وغیرہ وغیرہ۔

ڈرم، ڈھولک یا کانگو جب بڑے زور سے بجایا جاتا ہے تو اس میں سے بڑی بلند آواز پیدا ہوتی ہے۔ ہم تجربے سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ آواز پیدا کرنے والے ذرائع جتنی زیادہ قوت سے تھر تھراتے ہیں اتنی ہی زیادہ بلند آواز پیدا کرتے ہیں۔

جب کوئی شے تھر تھراہٹ کے دوران اپنی اصل پوزیشن سے ہٹتی ہے تو اس سے تھر تھراہٹ پیدا ہونے والی شدت کے فرق کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ جب کوئی آواز پیدا کرنے والا مادہ تھر تھراہٹ کے دوران اپنی اصل پوزیشن سے نقطہ انتہائیک

فاصلہ طے کرتا ہے تو اسے جیٹ کہتے ہیں۔ کسی بھی آواز پیدا کرنے والے مادے کے جیٹ کے زیادہ ہونے کا مطلب ہے کہ آواز زیادہ بڑا ہو گئی ہے۔

جب ہم کسی بولنے والے شخص سے جتنا دور سے دور ہوتے جائیں گے اتنی ہی ہمیں اس کی آواز کم سے کم سنائی دے گی۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ یہی کہ جتنی دور آواز سفر کرتی جائے گی اتنی ہی کمزور ہوتی جائے گی اور اس کی بلندی کم ہوتی جائے گی۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ جتنا آواز کے سفر کرنے کا فاصلہ بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی یہ بھٹکتی جاتی ہے اور اسی وجہ سے کمزور ہوتی چلی جاتی ہے اور دور سے کم سنائی دیتی ہے۔ اس لیے تو صحن میں نیلی ورنین دیکھ کر دیکھا جائے یا ریڈیو سن جائے تو اس کی آواز ادھر ادھر پھیل





لانٹ ہاؤس

کر سکتی ہے اور اس کے باوجود یہ کم یا بلکی نہیں ہوگی۔ اس کی ہم عام زندگی میں بہت سی مثالیں دے سکتے ہیں۔ جیسے کہ ڈائسٹر کا اسپیٹھو اسکوپ یا بحری جہاز میں لگا ہوا مکملر الصوت (Megaphone) ان دونوں میں گئے ہوئے دھات یا پڑ کے پائپ کے اندر آواز سفر کرتی ہے اور پھیل نہیں سکتی۔ اس لیے ڈائسٹر مرلیض کے دل کی دھڑکن بآسانی سن سکتا ہے اور نسبتاً زیادہ صاف اور جہاز پر موجود آدنی مکملر الصوت پر ملنے والے صم (جو اس کے نام ہو) بآسانی سن سکتا ہے۔ خولہ وہ اس سے سکتی دور ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ مکملر الصوت آواز کو نالی (جو اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے) میں جمع کر لیتا ہے۔ اس لیے آواز سیدھی سفر کرتی ہوئی سامع تک پہنچ جاتی ہے۔

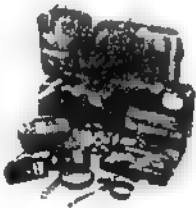
جاتی ہے اور ہمیں کم سنائی دیتی ہے اور اگر اس ٹی وی کو چھونے سے کمرے میں رکھ دیا جائے تو بلکی آواز بھی ہم بآسانی سن سکتے ہیں۔ کیونکہ آواز کو ادھر ادھر پھیلنے کے لیے جگہ کم ملتی ہے۔ اس لیے وہ کمرے تک ہی محدود رہتی ہے اور ہم بآسانی سن لیتے ہیں۔ ایک نالی کے ذریعے اگر آواز کے سفر کرنے کو جمع کر لیا جائے اور اس کے سفر کرنے کے فاصلے کو منتشر ہونے سے روک دیا جائے۔ (مختصر یہ کہ آواز کو کسی چیز میں بند کر کے اسے پھیلنے سے روک دیا جائے) تو آواز میں فقط بلکی سی کمی سے یہ بہت دور تک سفر

محمد عثمان  
9810004576

اس علمی تحریک کے لیے تمام ترینک خواہشات کے ساتھ

## ایشیا مارکیٹنگ کارپوریشن

ہر قسم کے بیگ، اٹچی، سوٹ کیس اور بیگوں کے واسطے مائیلون کے تھوک بیوپاری نیز امپورٹر و ایکسپورٹر



**asia marketing corporation**

Importers, Exporters & Wholesale Supplier of:  
MOULDED LUGGAGE EVA SUITCASE, TROLLEYS,  
VANITY CASES, BAGS, & BAG FABRICS

6562/4, CHAMELIAN ROAD, BARA HINDU RAO, DELHI-110006 (INDIA)  
phones 011 2354 23298, 011 23621694 011 2353 6450, Fax 011- 2362 1693  
E-mail: asiamarkcorp@hotmail.com  
Branches: Mumbai, Ahmedabad

فون : 011-23543298, 011-23621694, 011-23536450, ٹیکس : 011-23621693

پتہ : 6562/4 چمیلیئن روڈ، بارہ ہندوراف، دہلی۔ 110006 (انڈیا)

E-Mail : osamorkorp@hotmail.com



یک رنگے احساس دیتی ہے۔ لیکن اگر دوشائے (جو کافی تعداد میں ہوں) میں پیدا ہونے والی تفریقیت کے تعداد کی ایک عدد صحیح کے مضاعفات ہیں۔ مثال کے طور پر ان کے تعداد (جمع) علی الترتیب 60HZ، 120HZ، 180HZ، 220HZ ہیں تو جب ایک ہی وقت میں کم تعداد والے دوشائے پر زور دار ضرب لگائی جائے گی اور زیادہ تعداد والے دوشائے پر ہلکی ضرب لگائی جائے گی تو آواز کا ایک خوشگوار، خوبصورت اور اعلیٰ استخراج سننے کو ملے گا اور یہ آواز ایسی ہی ہوگی جیسی کہ کم تعداد والے دوشائے کو ضرب لگانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی بہت زیادہ سریلی آواز! دوشاخوں کے مجموعے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اسے پیچیدہ آواز کہا جاتا ہے۔ ان کے درمیان اونچی اور ہلکی آواز کو بنیادی نے کہا جاتا ہے جو کسی پیچیدہ آواز کے تعداد کا تعین کرتی ہے۔ جبکہ دوسروں کو اونچا سُر کہا جاتا ہے۔ تجربے سے ثابت ہوگا کہ جتنے زیادہ ہارمونک کسی آواز میں موجود ہوں گے اتنی ہی خوشگوار آواز کانوں سے کرائے گی۔

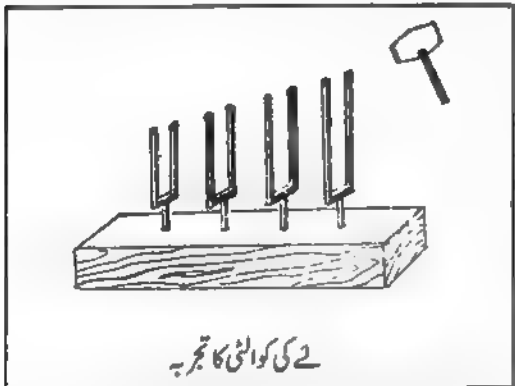
پیچیدہ آواز میں نے کی کیفیت کا تعین ہارمونک کی تعداد اور اس کے اجزاء میں فرق سے ہوتا ہے۔ اگر ایک پیچیدہ آواز میں اونچے سُر کی بہت بڑی تعداد موجود ہوگی تو یہ آواز بلند، جاندار اور کم گہری ہوگی۔ لیکن اگر نیچے سُر کی تعداد زیادہ ہوگی تو یہ

آواز کی کیفیت کو اکثر رنگے بھی کہا جاتا ہے۔ کیفیت آوازیائے کی خوبی اور کوالٹی میں فرق سے ہی ہم ایک دوسرے کی آوازوں میں موجود فرق کو پہچان سکتے ہیں۔ اب ہم تجربے سے لے کی خاصیت بتائیں گے۔



بحری جہاز میں میکانفون

اس تجربے کے لیے ہم چند سُر پیدا کرنے والے دوشائے لیتے ہیں جن کا تعداد ایک دوسرے سے مختلف ہو۔ ان کو کسی چیز میں پھنسا کر کمزاکردیں جیسا کہ شکل میں دکھایا گیا ہے۔ جب ہم کسی چیز سے ہر ایک کو الگ الگ ضرب لگاتے ہیں تو ہم ان تمام میں سے یکساں تعداد رکھنے والی آواز سن سکتے ہیں اور چونکہ سُر پیدا کرنے والے دوشائے کا تعداد ایک ہے اس لیے آواز میں سے سادہ لے پیدا ہوتی ہے۔ سادہ آواز کو خالص آواز کہا جاتا ہے جو لوگوں کو

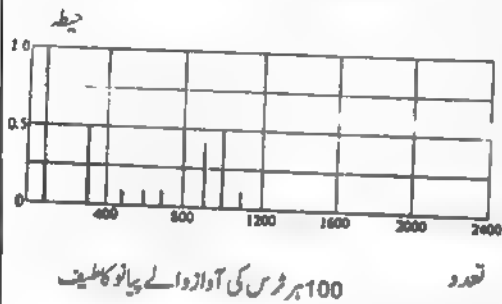
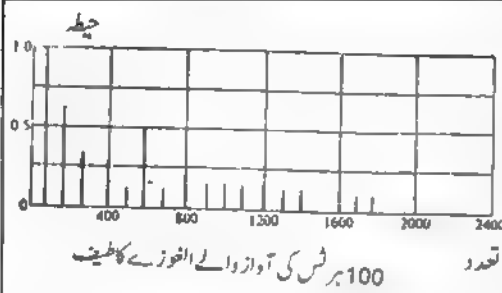


نے کی کوالٹی کا تجربہ



## لانت ہاؤس

آواز گہری، صحت مند اور متاثر کر دینے والی ہوگی۔ پیچیدہ آواز عموماً آلات موسیقی اور انسانی گلے سے نکلنے والی آواز کے حسین اخراج کا نتیجہ ہے چونکہ ہر مختلف قسم کا ساز اور ہر مختلف قسم کی آواز کا باہم حکم بھی مختلف ہی ہوتا ہے اور ان کے (ہارمونک) موسیقی کے اجزاء بھی منفرد ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم ہر گانے والے کی آواز اور آلات موسیقی سننے وقت باسانی تمیز کر سکتے ہیں کہ کون گارہا ہے اور کون کون سے ساز بچ رہے ہیں۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ پیاؤ کی آواز، سولہ خالص آوازوں کی ترتیب کا نتیجہ ہے۔ (ایک بنیادی نئے جو کہ 100 ہرٹس کی ہے اور پندرہ ہارمونک (سُر) پیچیدہ آواز کے تمام اجزاء اس خاص پیچیدہ آواز کی طیف آواز یا آواز طیف کی شکل ہیں۔) طیف آواز کو عموماً ایک ڈایاگرام سے ظاہر کیا جاتا ہے جو



کہ شکل میں ظاہر کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ پیاؤ کی آواز کی طیف ایک سو ہرٹس ہے۔

شکل میں 100 ہرٹس کی آواز والے الفوزے کا طیف ظاہر کیا گیا ہے۔ طیف دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس آواز (الفوزے کی آواز) دس خالص آوازوں کی ترتیب کا نتیجہ ہے۔ جس میں کہ ایک مرکزی نرے اور نو موسیقی کے سُر (ہارمونک) شامل ہیں۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آلات موسیقی کے سُر میں پیدا ہونے والی آواز گہری اور لطیف ہوتی ہے۔ اس لیے جب یہ بجائے جاتے ہیں تو بڑی خوبصورت آواز دیتے ہیں۔ تاہم ایک وائیلن جس میں بڑی شاندار غیر معمولی اور وافر موسیقی کے سُر والی آواز پیدا ہو بہت کیسا بھگاور عجوبہ سمجھا جائے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص جو کہ بہت گہری لطیف اور خوبصورت آواز نکال کر گانے کا تودہ بہت باصلاحیت گویا ہو گا اور ایسے باصلاحیت لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو بھی ہم عجوبہ کہیں گے یا ان کی آواز عجوبہ کہلائے گی۔

امت کے دو معتبر انگریزی جریڈے

MUSLIM INDIA

1983 سے ریسرچ اور دستاویزی خدمتوں کا مسل

خاصی مشورہ 628 صفحات میں عام لہذا اشاعتیں کم از کم 68 صفحات میں سالانہ اشراک: الفرو: 275 روپے سالانہ: 850 روپے سالانہ اشراک: ہر دن ایک افرو: 35 روپے سالانہ: 70 روپے

THE MILLI GAZETTE

ملی گزٹ

اسلام آباد کا نمبر ایک انگریزی اخبار  
انٹرنٹ پر ہندوستان کے بڑے اخبارات میں شامل  
32 صفحات، ہر شہر مسلمان ہندو عالم اسلام کا مکمل، بے لاگ اور  
انصاف پسند مرقع، بین الاقوامی معیار

فی شمارہ: 10 روپے سالانہ اشراک: ہندوستان: 220 روپے ہر دن ایک افرو: 30 روپے  
تفصیلات کے لیے انٹرنٹ سائٹ: www.milligazette.com  
یا بھی ای میل یا خط سے رابطہ قائم کریں۔

Pharos Media & Publishing Pvt Ltd

D-84, Abul Fazel Enclave-1, Jamia Nagar, New Delhi-25  
Tel: (011) 2692 7483, 2682 2883  
Email: info@pharosmedia.com





# سائنس کو تیز : 9

ہدایات:

- (۱) سائنس کو تیز کے جوابات کے ہمراہ "سائنس کو تیز کو پن" ضرور بھیجیں۔ آپ ایک سے زائد حل بھیج سکتے ہیں بشرطیکہ ہر حل کے ساتھ ایک کو پن ہو۔ فوٹو اسٹیٹ کئے گئے کو پن قبول نہیں کئے جائیں گے۔
- (۲) کسی بھی ماہ میں شائع ہونے والی کو تیز کے جوابات اُس سے اگلے ماہ کی دس تاریخ تک وصول کئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد والے شمارے میں درست حل اور ان کے بھیجنے والوں کے نام شائع کیے جائیں گے۔
- (۳) مکمل درست حل بھیجنے والے کو ماہنامہ سائنس کے 12 شمارے، ایک غلطی والے حل پر 6 شمارے اور 2 غلطی والے حل پر 3 شمارے بطور انعام ارسال کئے جائیں گے۔ ایک سے زائد درست حل بھیجنے والوں کو انعام بذریعہ قرعہ اندازی دیا جائے گا۔
- (۲) کو پن پر اپنا نام، پتہ، خوشخط اور مع پن کوڈ کے لکھیں۔ نامکمل پتے والے حل قبول نہیں کئے جائیں گے۔

- 1۔ ہندوستان میں "سائنس ڈے" (Science Day) ہر سال 28 فروری کو منایا جاتا ہے۔ اس دن کا تعلق کس سائنس دان سے ہے؟
  - (الف) آریہ بھٹ
  - (ب) برہم گپتا
  - (ج) سی دی رمن
  - (د) جے سی بوس
- 2۔ جاپان میں میناماتا (Minamata) بیماری کس عنصر کی وجہ سے ہوئی تھی؟
  - (الف) یورینیم
  - (ب) کیڈمیم
  - (ج) آرسینک
  - (د) پارہ
- 3۔ ایک خلائی شٹل کو زمین سے نفاذ میں داخل ہوا تو درکار رفتار کیا ہوتی ہے؟
  - (الف) 15000km/hr
  - (ب) 22000km/hr
  - (ج) 40320km/hr
  - (د) 35000km/hr
- 4۔ دنیا میں سب سے زیادہ سخت ترین شے کون سی ہے؟
  - (الف) لوہا
  - (ب) پتھر
  - (ج) ہیرا
  - (د) دھاتیں
- 5۔ مندرجہ ذیل میں کاربوٹک ایسڈ کون سا ہے؟
  - (الف)  $H_2CO_2$
  - (ب)  $H_2CO_3$
  - (ج)  $H_2CO_4$
  - (د)  $H_2CO_6$
- 6۔ پانی کن دو چیزوں سے مل کر بنتا ہے؟
  - (الف) ہائیڈروجن اور آکسیجن
  - (ب) کاربن اور آکسیجن
  - (ج) ہائیڈروجن اور کاربن
  - (د) سلفر اور آکسیجن
- 7۔ حیاتین (وٹامن) ڈی بڑے بچوں کے کس کام آتا ہے؟
  - (الف) یادداشت کو بڑھاتا ہے۔
  - (ب) جسم کی لمبائی کو بڑھاتا ہے۔
  - (ج) خون کو بڑھاتا ہے۔



## لانت ہاؤس

4۔ (الف) 20kg

5۔ (د) مشتری

6۔ (ب) کو

7۔ (ب) 5 منٹ

8۔ (د) بحر الکاہل (Pacific)

9۔ (ج) 8 منٹ

10۔ (الف) مینزل

11۔ (د) قحطین

12۔ (ج) مرکزہ

13۔ (ب) ایک کیلوری

14۔ (ج) دل

15۔ (ج) ڈروسیرا

انعام یافتگان:

مکمل درست حل: کوئی نہیں۔

ایک غلطی والا حل:

شیراز احمد شان ولد علام محمد شان

کلم کوٹام احمد ناگ کشمیر۔ 192231

(آپ کو اسی پتے پر 6 شمارے اپریل سے

ستمبر 2004 تک روانہ کیے جائیں گے۔

دو غلطی والا حل: (بذریعہ قرعہ اندازی)

محمد وجیہ الحق،

شیر لاج کرہ نمبر 6، خدیجہ مسجد، شیر

موہ۔ در بھنگہ۔ 846004

(آپ کو اسی پتے پر 3 شمارے اپریل سے

جون 2004 تک بھیجے جائیں گے۔)

صحیح حل بھیجنے والے دیگر شرکاء:

منہاج الدین ولد عبد الجلیل گاندھی

چوک ٹانڈ بڑا، ابوجا وید میلا گرس کراس

روڈ بنگلور (دو غلطی)

(ب) جڑی

(ج) تلی (Spleen)

(د) جگر (Liver)

13۔ وہ سیارہ جس پر سب سے طویل دن

(طلوع آفتاب سے لے کر غروب

آفتاب تک) ہوتا ہے؟

(الف) زہرہ (Venus)

(ب) پلوٹو

(ج) مشتری (Jupiter)

(د) یورینس

14۔ کن دو سیاروں کی جسامت یکساں

ہے؟

(الف) مریخ (Mars) اور

عطارد (Mercury)

(ب) زمین اور زہرہ (Venus)

(ج) پلوٹو اور نیپچون

(د) یورینس اور زحل (Saturn)

15۔ پردٹون کی کیت (Mass) الیکٹران

کی کیت سے — ہوتی ہے۔

(الف) کم

(ب) زیادہ

(ج) برابر

(د) ناقابل پیمائش

صحیح جوابات: کوئز نمبر: 7

1۔ (الف) ایک

2۔ (ج) 7

3۔ (ب) 60kg

(د) جڑی اور وائٹ کو مضبوط کرتا ہے۔

8۔ وائٹس کی ایجاد کس سائنس دان نے

کی تھی؟

(الف) دامن

(ب) فنک

(ج) فوئل

(د) نیوٹن

9۔ علوم و فنون کی ترقی کے لیے "بیت

الحکماء" نامی ادارہ کی تعمیر کس خلیفہ نے

کرائی تھی؟

(الف) الحکیم

(ب) مامون رشید

(ج) ہارون رشید

(د) سلیمان بن عبد الملک

10۔ وہ کون سی مصنوعی شے ہے جس

کی رفتار آواز کی رفتار سے زیادہ ہے؟

(الف) ڈسکس (Discus)

(ب) کوڑا (Whip)

(ج) ہوائی جہاز

(د) رینگ کار

11۔ روشنی (Light) کے اجزاء کیا ہیں؟

(الف) ذرات

(ب) لہریں

(ج) دونوں

(د) محض نور

12۔ انسانی بدن کا سب سے بڑا عضو

(organ) کونسا ہے؟

(الف) جلد (Skin)



## الجھ گئے : 41

درست حل الجھ گئے قسط: 39

تکرار کر رہے تھے۔ پاس ہی سے ایک اونٹ سوار جارہا تھا۔ ان تینوں کی آواز سن کر وہ ان کے پاس آیا اور ان سے تکرار کی وجہ پوچھی۔ تینوں بھائیوں نے اپنی پریشانی اس شخص کو بیان کر دی۔ وہ آدمی دھیرے سے سکر لیا اور اس نے بڑی آسانی سے اس پریشانی کو حل کر دیا اور وہاں سے چلتا ہوا۔ تینوں بھائی حیرانی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

آپ بتا سکتے ہیں کہ اس شخص نے بوڑھے عرب کے بیٹوں کی پریشانی کو کس طرح حل کیا تھا؟

(2) کسی اسٹریٹ میں 1000 مکان ہیں۔ کسی شخص کو ان پر نمبر ڈالنے کے لئے ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ اس سے کہا گیا ہے کہ وہ 1 سے لے کر 1000 تک نمبروں کا استعمال کرے۔ آپ بتا سکتے ہیں وہ شخص اس کام میں کتنے صفر (Zero) کا استعمال کرے گا؟

(3) دیا گیا ہے:

- << اخلاق، شاگرد سے چھوٹا اور ذرا کم سے بڑا ہے۔
- << کمال، حماد سے چھوٹا اور زیادہ سے بڑا ہے۔
- << نہال، بلو سے چھوٹا اور حماد سے بڑا ہے۔
- << گوڈن، جاوید سے چھوٹا اور راجو سے بڑا ہے۔
- << بلو، ذاکر سے چھوٹا اور راجو سے بڑا ہے۔
- << بکر، ذاکر سے بڑا ہے۔

سب سے چھوٹا کون ہے؟

اپنے جواب میں 10 مئی 2004ء تک لکھ بھیجئے۔ درست حل بھیجئے والوں کے نام دیتے سائنس میں شائع کئے جائیں گے۔ اگر آپ کے پاس بھی ریاضی سے متعلق کوئی دلچسپ سوال ہو تو آپ اسے بھی لکھ بھیجیں۔ ہم اسے آپ کے نام اور پتے کے ساتھ شائع کریں گے۔ ہمارا پتہ ہے:

Ulaah Gaye : 41  
Urdu Science Monthly  
665/12, Zakir Nagar,  
New Delhi-110025.  
Email : aftab@touchtelindia.net

- 1- راشد میکا ہے۔
- 2- کم از کم تین نمبروں: 17، 37 اور 46 کی ضرورت پڑے گی۔
- 3- وردہ امامہ کے بغل میں بیٹھے گی۔

درج ذیل نام دیتے ان افراد کے ہیں جنہوں نے درست حل ارسال کئے ہیں:

- (1) ناصر الدین محمود ولد منظور الحق انصاری صاحب، نیواکیر، پوسٹ کاٹنی، ضلع ناگپور، مہاراشٹر-441002 (2) احسان الرحمن صاحب، مومن پورہ، دیول گھاٹ، ضلع بلڈانہ، مہاراشٹر-443105
- (3) ناظمہ نکمت جو کا کو صاحبہ، جو کا کو مینشن، عمر اسٹریٹ فور تھ کراس، بھنگل-581320

اب ہم آپ کو الجھانے کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ ہمارا پہلا سوال کچھ اس طرح ہے:

- (1) اس سوال کو آپ لوگوں نے ضرور سنا ہوگا۔ یہ ایک بڑا مشہور سوال ہے ایک دلچسپ وصیت سے جڑا ہے۔ ہوائیوں کہ ایک بوڑھے عرب کے تین بیٹے تھے، اس بوڑھے کے پاس 17 اونٹ تھے۔ جب بوڑھا مرنے لگا تو اس نے اونٹوں کے بٹوارے کے سلسلے میں اپنی وصیت کچھ اس طرح کی:

- << بڑے بیٹے کو کل اونٹوں کا 1/2 حصہ دیا جائے۔
- << چچ والے کو کل اونٹوں کا 1/3 حصہ دیا جائے۔
- << سب سے چھوٹے والے کو کل اونٹوں کا 1/9 حصہ دیا جائے گا۔

بوڑھے کے مرنے کے بعد تینوں بیٹے فکر میں مبتلا ہو گئے کہ وہ اونٹوں کی تقسیم کس طرح کریں۔ اسی بات پر ایک دن وہ آپس میں



## انٹگرل یونیورسٹی کا قیام فرقہ پرستی، عدم مساوات اور بے روزگاری کے تابوت میں کیل

ادب و تہذیب کے گہوارہ شہر لکھنؤ (یوپی) میں موجودہ صوبائی حکومت نے جس انسٹی ٹیوٹ آف انٹگرل ٹیکنالوجی کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا اعلان کیا تھا بھگواندہ بابا وہاں کا قاعدہ یوپی اسٹیٹ کی پہلی ماسٹری یونیورسٹی بن گئی ہے۔ یوپی حکومت نے باقاعدہ ایک بل اپنے دونوں ایوانوں (ودھان سبھا اور ودھان پریشد) سے 21 فروری 2004ء تک چلنے والے سیشن میں حزب مخالف کی سخت مخالفت اور بحث جس میں جناب محمد اعظم خاں صاحب وزیر پارلیمانی امور اور وزیر اعلیٰ جناب ملائم سنگھ صاحب نے بحث کے جواب میں اس یونیورسٹی کے اغراض و مقاصد اور انسٹی ٹیوٹ آف انٹگرل ٹیکنالوجی، جس کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا ہے، کی کارکردگی اور تفصیل بتلاتے ہوئے حزب مخالف کے بے عمل اعتراضات اور خدشات کو رفع کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قطعی بے بنیاد ہیں اور آج بھی بغیر کسی مذہبی عہد ہماؤ کے پردیش کی ہر قوم و ملت کے بچے یہاں تعلیمی استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ بل کو ”وائس دوٹ“ سے پاس کر لیا۔ اور اب اس بل کو عالی مقام گورنر صاحب یوپی کی منظور بھی مل گئی ہے اور یہ بل انٹگرل یونیورسٹی ایکٹ کی شکل میں 27 فروری 2004ء کو گزٹ بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ انسٹی ٹیوٹ آف انٹگرل ٹیکنالوجی اب منظور شدہ ”دی انٹگرل یونیورسٹی“ بن گیا ہے۔

اسلامک کونسل فار پروڈکٹو ایجوکیشن جس کے تحت یہ انسٹی ٹیوٹ اور یونیورسٹی قائم ہیں بہت ہی قابل مبارکباد ہے۔ یقیناً یہ حضرت مولانا علی میاں مرحوم کے دست مبارک سے رکھے گئے سنگ بنیاد کی برکت و عانتز انسٹی ٹیوٹ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر سید وسیم اختر صاحب و ان کی ٹیم کی ایمانداری، لگن اور ان تھک کوشش کا ہی نتیجہ ہے جس نے چھ سات سال کی قلیل مدت میں ایک کالج کو یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کے خواب کو شرمندہ تعبیر کر دکھایا۔ قوم ان پر فخر کرتی ہے اور اپنی مبارکباد پیش کرتی ہے۔

یہ یونیورسٹی مائٹرائی کے پچاس فیصد بچوں کو داخلہ دینے کی مجاز ہوگی اور اب اپنی مرضی کے مطابق نئے کورسز و سلیبس منظور شدہ و قبول شدہ اسٹینڈرڈ پر تیار کرے گی اور مذہبی عصبیت کا شکار بننے سے قابل قبول حد تک محفوظ رہے گی اور ہندوستانی اقلیتوں، خصوصاً ذہین مسلم بچوں خواہ وہ اندرون ملک یا بیرون ملک قیام پذیر ہوں، کے لیے ایک سنہری موقع فراہم کرے گی جس سے فائدہ اٹھا کر وہ ایک باقاعدہ منظور شدہ یونیورسٹی میں داخلہ لے سکیں گے اور اعلیٰ تکنیکی و غیر تکنیکی تعلیم کے لیے داخلہ کی بے جاد شواہدوں سے جو وہ اقلیت میں ہونے کی وجہ سے اٹھاتے ہیں نجات پا سکیں گے۔

امید کی جاتی ہے کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ، اس کی تجربہ کار، ایماندار، فرض شناس اور پُر لگن فیکلٹی اپنے سابقہ ریکارڈ کی مانند بہترین نتائج پیش کرتی رہے گی اور قوم و ملت کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھتے ہوئے ان کے معیار کو بلند کرے گی اور اس غارِ اندلت سے نکالنے میں معاون ثابت ہوگی۔

میں موجود نہیں ہوتا تو آنکھ پر پڑنے والی روشنی زیادہ بکھر جاتی ہے اور آنکھ ہمیں نیلی نظر آتی ہے۔

ایسی گاڑیاں جو بھڑک اٹھنے والا مادہ لے کر چلتی ہیں ان کے دونوں طرف لوہے کی زنجیریں کیوں لٹکی ہوتی ہیں؟

جب گاڑیاں تیز رفتار سے چلتی ہیں تو ان پر ہوا کی رگڑ لگتی ہے جس کی وجہ سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ جب گاڑیوں میں بھڑک اٹھنے والی اشیاء موجود ہوتی ہیں تو ہوا کی رگڑ کی قوت کی وجہ سے ان میں بجلی پیدا ہوتی ہے اور آگ لگنے کا خطرہ رہتا ہے۔ اسی لیے ان پر لوہے کی زنجیریں لٹکادی جاتی ہیں جس سے ان میں پیدا ہوئی بجلی زمین میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور آگ لگنے سے بچا جاسکتا ہے۔

ہمیں گرمیوں میں پسینہ کیوں آتا ہے؟

جب ہمارے جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے تو ہمارا جسم کھال میں موجود مخصوص غدود سے پسینہ خارج کرتا ہے۔ یہ پسینہ ہمارے جسم سے حرارت حاصل کر کے بخارات بن کر اڑ جاتا ہے اور نتیجتاً ہمیں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

آسمان نیلا کیوں نظر آتا ہے؟

سورج سے آنے والی روشنی ہوا میں موجود دھوئیں اور دھول کے ذرات کی وجہ سے اپنے مختلف رنگوں میں بکھر جاتی ہے۔ سورج سے آنے والی روشنی میں نیلا رنگ سب سے زیادہ بکھرتا ہے اور لال رنگ سب سے کم۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم آسمان کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نیلا رنگ سب سے زیادہ نظر آتا ہے اور ہمیں آسمان نیلا دکھتا ہے۔

سائیکل کے ٹائر میں ہوا بھرنے سے پمپ گرم کیوں ہو جاتا ہے؟

جب ہم ٹائر میں ہوا بھرتے ہیں تو پمپ میں ہوا کے دھاؤں وجہ سے گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے پمپ گرم ہو جاتا ہے۔



زمین پر آسمان نیلا نظر آتا ہے جبکہ چاند پر آسمان کالا نظر کیوں آتا ہے؟

زمین پر جب سورج کی روشنی پڑتی ہے تو ہوا میں موجود ذرات اس کو اس کے مختلف رنگوں میں بکھیر دیتے ہیں۔ نیلے رنگ کی روشنی سب سے زیادہ بکھرتی ہے اسی لیے آسمان ہم کو نیلا نظر آتا ہے۔ چاند پر کیونکہ ایسی کوئی فضا (ہوا) موجود نہیں ہے اس لیے سورج کی روشنی اپنے رنگوں میں نہیں بکھرتی اور اس کا آسمان کالا نظر آتا ہے۔

سبزیاں پکتنے کے بعد نرم کیوں پڑ جاتی ہیں؟

سبزیوں کے خلیے آپس میں ایک دوسرے سے پکٹین (Pectin) نامی گوند سے چپکے ہوئے ہیں۔ جب سبزیاں گرم کی جاتی ہیں تو پکٹین ٹوٹ جاتا ہے اور خلیے آزاد ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سبزیاں پکتنے کے بعد نرم پڑ جاتی ہیں۔

کیا وجہ ہے کہ کچھ آدمیوں کی آنکھیں نیلی اور دوسروں کی کتھنی یا کالی ہوتی ہیں؟

آنکھ کا رنگ آنکھ میں موجود ایک پرت آئرس (Iris) سے کنٹرول ہوتا ہے۔ یہ پرت مناسب مقدار میں روشنی اکٹھی کر کے صاف دیکھنے دیتا ہے۔ اس پرت میں میلانن پگھلے ہوئے ہوتا ہے جس سے آنکھ کالی یا بھوری دکھائی دیتی ہے۔ جب یہ پگھلے آئرس



قابل بناتی ہیں کہ ہم چیزوں کی جسامت، ساخت اور دوری کو اچھی طرح محسوس کر سکیں۔

**گنجائش کس وجہ سے ہوتا ہے؟**

نسلی بیماری، عمر اور مردانہ جنسی ہارمون کی کمی تین خاص وجوہات ہیں جن کی وجہ سے گنجائش ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ داغ چھوڑنے والی جلدی بیماریاں زخم، پیدائشی طور پر ہالوں کی بڑھوتران میں کمی اور کیسیائی مائٹوں کا ہالوں پر رد عمل دوسری وجوہات ہیں جن کی وجہ سے گنجائش ہوتا ہے۔

**چچین کی ”عظیم دیوار“ کیا ہے؟**

چچین کی عظیم دیوار دنیا کی سب سے بڑی دیوار ہے، جس کی لمبائی 2700 کلومیٹر ہے۔ اس کی اونچائی مختلف مقاموں پر 15 سے 30 فٹ تک ہے اور اس کی موٹائی 32 فٹ ہے۔ یہ تیسری صدی قبل مسیح میں بنی شروع ہوئی اور 15 سال میں مکمل ہوئی۔ یہ دیوار چچین کو جنگلوں کے حملوں سے بچانے کے لیے بنائی گئی تھی۔

**مچھلیاں پانی کے اندر سانس کیسے لیتی ہیں؟**

مچھلیوں کے جسم میں سانس لینے کے لیے گل (Gills) نام کے اعضاء ہوتے ہیں۔ سانس لینے کے لیے مچھلی کچھ پانی منہ میں بھرتی ہے۔ یہ پانی جب گل میں سے گزرتا ہے تو پانی میں مکمل ہوئی آکسیجن گل کے خلیوں میں جذب ہو جاتی ہے جسے بعد میں خون کے ساتھ ملا کر پورے جسم کے خلیوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور ان خلیوں میں بنی کاربن ڈائی آکسائیڈ خون کے ساتھ مل کر گل تک آتی ہے جہاں سے پانی میں مکمل کر جسم کے باہر آ جاتی ہے۔

**دھول کیسے بنتی ہے؟**

ٹھوس مائٹوں کے ٹوٹنے سے، دھوئیں سے جو کہ کھڑکی کو بند، پیٹرول وغیرہ کے جلنے سے پیدا ہوتا ہے، آتش فشاں سے نکلنے والی ریکٹانوں کی ریت سے دھول بنتی ہے۔ کبھی کبھی زمین کی سطح کے ذرات بھی ہوا میں دھول کی شکل اڑتے رہتے ہیں۔

**اُبھر تار اور ڈوٹا سورج لال کیوں نظر آتا ہے؟**

سورج سے آنے والی روشنی دوپہر کی بہ نسبت صبح اور شام کو پچاس گنا زیادہ فاصلہ طے کرتی ہے۔ ہوا میں موجود دھوئیں اور دھول کے ذرات سورج کی روشنی کو اس کے مختلف رنگوں میں نیلے رنگ کی روشنی سب سے زیادہ بکھرتی ہے اور لال رنگ کی روشنی سب سے کم۔ یہی وجہ ہے کہ صبح اور شام کے وقت نیلی روشنی ہم تک بہت کم پہنچتی ہے اور لال سب سے زیادہ۔ اسی لیے اُبھر تار اور ڈوٹا سورج ہمیں لال نظر آتا ہے۔

**کیا کوئی پرندہ پتھر بھی کھاتا ہے؟**

شتر مرغ ایسا پرندہ ہے جو پتھر کھاتا ہے اس کے علاوہ لوہے کے ٹکڑے بھی کھاتا ہے۔ شتر مرغ کی غذا پودے اور بیج وغیرہ ہوتے ہیں مگر ان سب کو ہضم کرنے کے لیے شتر مرغ پتھر اور لوہے کے ٹکڑے کھاتا ہے۔

**شتر مرغ کی کیا خاصیتیں ہیں؟**

شتر مرغ دنیا کا سب سے بڑا پرندہ ہے جو عام طور پر افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی اونچائی 8 فٹ اور وزن 130 کلوگرام ہوتا ہے۔ اس کے ہڈ چھوٹے ہوتے ہیں جن کی مدد سے شتر مرغ اڑ نہیں پاتا۔ یہ سب سے تیز بھاگنے والا پرندہ ہے جو 85 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگ سکتا ہے۔ شتر مرغ کا اثر سب سے بڑا ہوتا ہے جس کی لمبائی 15 سے 18 سینٹی میٹر اور قطر 12 سے 15 سینٹی میٹر ہوتا ہے۔

**ہماری دو آنکھیں کیوں ہوتی ہیں؟**

جب ہم ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں تو ہمیں کسی بھی چیز کے صرف دو ابعاد (Dimensions) نظر آتے ہیں مگر جب ہم دونوں آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو ابعاد ثلاث یعنی لمبائی چوڑائی اور موٹائی تینوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس طرح سے دو آنکھیں مل کر ہمیں اس



زہریلے مادے موجود ہیں، ان میں سب سے بنیادی زہر نیکوٹین ہے۔ اس کا سب سے بڑا اثر دل کی دھڑکن اور ہائی بلڈ پریشر کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور دوسری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جیسے پیچھے دے کا کینسر، حلق اور آنتوں اور گردوں کی بیماریاں، اس کے علاوہ (السر) معدے کا زخم اور اس کی وجہ سے اور دوسری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تمباکو اور اسلام کے مصنف مولانا حفظ الرحمن اعظمی ندوی صاحب نے بلاشبہ اس کتاب کی تیاری میں بے حد عرق ریزی فرمائی ہے اور انتہائی محققانہ انداز سے مواد جمع کر کے ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ جس کے لیے وہ قابل مبارکباد ہیں۔ آپ کی یہ تصنیف پانچ ابواب پر مشتمل ہے جس کے پہلے باب میں مصنف نے تمباکو کا عیسیٰ اور تاریخی پس منظر پیش کیا ہے جو تمباکو کے نام، اس کی مابینت و خواص، تاریخ عرب، مسلم ممالک اور برصغیر میں اس کی آمد کے علاوہ تمباکو کی طبی حیثیت اور اس کے استعمال کے خلاف رد عمل جیسے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ سائنسی اعتبار سے تمباکو کے مضر انجام سے لاعلم ہونے کے باوجود اولین دور کے حکماء اور صلحاء نے اس کے استعمال کی کس طرح مخالفت کی اور اس کے استعمال کرنے والوں کے خلاف سخت ترین سزائیں تک تجویز کر ڈالیں۔

باب دوم میں مصنف نے تمباکو کی اباحت کے بیان میں مواد اکٹھا کیا ہے تاہم ایک حقیقت جو یہاں بھی پوری وضاحت سے سامنے آتی ہے وہ یہ کہ گو بعض احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور سلفی علماء نے تمباکو کی حرمت کو صحیح قرار نہیں دیا ہے تاہم اس کی تعریف یا توضیح یہاں مفقود ہے۔ مثلاً مولانا شرف علی تھانوی کے نزدیک جو حکم دواؤں کا ہے وہی اس کا ہے، یعنی جائز بلا کر اہت مگر اس میں بدو ہے سو مسجد میں جانے کے وقت منہ صاف کرے۔ مفتی محمد شفیع صاحب اباحت کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بلا

نام کتاب  
نام مصنف  
ناشر  
پتہ  
مضمر

تمباکو اور اسلام  
حفظ الرحمن اعظمی ندوی  
جمعیت الاصلاح، جے پور (راجستھان)  
جمعیت الاصلاح، مان پور سڑوا،  
رام گڑھ روڈ، جے پور راجستھان  
ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی

تمباکو کے استعمال کا مسئلہ ایک عالمی مسئلہ ہے جس کے نتائج کے بارے میں ہر باشعور انسان متفکر ہے۔ مسلمان اسے شرعی اعتبار سے دیکھتا اور جائز ناجائز کے پیمانے پر توالتا ہے اور بالعموم اس کے استعمال کو ممنوع قرار دینے کا حامی ہے۔ جبکہ عام انسان اسے صحت کے لیے مضر سمجھتے ہوئے اس کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کے خواہاں ہیں۔ سگریٹ کے پیکٹوں پر یہ تحریر کہ یہ صحت کے لیے مضر ہے، اسی فکر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اب سے کچھ عرصے پہلے تک تمباکو کے استعمال کے سلسلے میں محض اس بات پر اشیعہ بات تھی کہ چونکہ یہ ایک پودے کی دین ہے اس لیے اسے حرام قرار دینا منسب نہیں تاہم اس کی گندگی کے پیش نظر اسے مکروہ سمجھا جاتا چاہے۔ یہ صورت حال بد قسمتی سے کسی حد تک آج بھی برقرار ہے جو نہیں ہونا چاہئے تھی۔ آج تمباکو کے بارے میں ہماری معلومات بہت وسیع ہیں۔ ہمارے ماہرین کیمیا اس کے ایک ایک جز کا تفصیلی تجزیہ پیش کر چکے ہیں۔ اور اس سلسلے میں مختلف زبانوں میں تحقیقی مقالے بھی موجود ہیں جن کی موجودگی میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ تمباکو بلاشبہ ایک مضر اور مہلک شے ہے۔ زیر نظر کتاب کے پیش لفظ میں مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی صاحب کا بیان بھی اسی حقیقت پر مبنی ہے۔ ان کے بموجب تمباکو کے تفصیلی مطالعے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تمباکو کے اندر 250



## میزان

سارے بنی نوع انسان پر حرام ہوگا۔ شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری کے نزدیک زردہ تمباکو کھانا پینا اس کا معین استعمال کرنا یا تاک میں اس کا سرکنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کی تجارت کرنا ٹھیک ہے۔

چوتھے باب میں مراکز اقامہ اور دیگر اہم شخصیات کے فتاویٰ شامل ہیں اور آخری باب تمباکو کی اباحت کے دلائل کے مختصر جائزے سے بحث کرتا ہے تاہم بالآخر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ گو قرآن وحدیث سے حرمت ثابت نہیں لیکن چونکہ ہر مضر شے ممنوع قرار دی گئی ہے اس لیے تمباکو کو بھی ممنوع الاستعمال تسلیم کرنے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب کی یہ کاوش یقیناً لائق ستائش ہے۔ خدا انھیں اس کا بخیر کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ توقع ہے کہ عوام میں اس کتاب کی عام طور پر پذیرائی کی جائے گی اور لوگ اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

ضرورت پئے تو مکروہ تنزیہی ہے اور ضرورت میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ منہ صاف کرنا بدبو سے ہر حال میں ضروری ہے۔ اباحت کی تائید کرنے والے شیخ احمد انکی کے نزدیک تمباکو اس کے لیے حرام ہے جس کی عقل کو زائل کر دے۔

باب سوئم میں تمباکو کی حرمت سے متعلق مباحث شامل ہیں اور یہاں بھی فاضل مصنف نے مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء کی آراء کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالب کے ایک عالم محمد بن عبداللہ نے رسول کریمؐ کا یہ حوالہ کہ ”جس نے مٹی کھائی اس نے خود نشی پر مدد کی“ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ تمباکو نوشی مٹی کھانے سے کم نقصان دہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے اور جب عام طور پر تمام جسموں کے لیے اس کا مضر ہونا ثابت ہو چکا ہے تو اس کا استعمال بھی عموماً

# Royal Taste of India MAHARAJA

PREMIUM BASMATI RICE  
(A FAMOUS NAME IN INDIA & ABROAD)

**SAMS GRAINS (INDIA) PVT. LTD.**  
**SANA INTERNATIONAL PVT. LTD.**

HEAD OFFICE : A-6 (LGF), DEFENCE COLONY,  
NEW DELHI-110024  
TEL : 2433-2124, 2132, 5104  
FAX : 0091-11-2433-2077  
E-Mail : sana@de13.vsnl.net.in  
Web Site : www.samsgrain.com

BRANCH OFFICE : TEL. : 2353-8393, 2363-8393

PRESENTED BY : SYED MANSOOR JAFRI





## قرآنی آیات کی سائنسی نظریات پر تطبیق

تحقیق کا یہ انداز کس حد تک مناسب ہے اس کا جواب ہمیں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ترجمان القرآن کے مقدمے میں ملتا ہے۔ فرماتے ہیں:

”انبیاء کرام کا طریق استدلال یہ نہیں ہوتا کہ منطقی طریقہ پر نظری مقدمات ترتیب دیں۔ لیکن ہمارے مفسروں کے فلسفہ و منطق کے انہماک نے اس قابل بنی نہ رکھا کہ کسی حقیقت کو اس کی سیدھی سادی شکل میں دیکھیں اور قبول کر لیں۔ انھوں نے انبیاء کرام کے لیے بڑی فضیلت اس میں سمجھی کہ انھیں منطقی بنیادیں اور قرآن کی ساری عظمت اس میں نظر آئی کہ اس کی ہر بات ارسطو کی منطق کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نکلے۔ یہ آفت صرف طریقہ استدلال ہی میں پیش نہیں آئی بلکہ تمام گوشوں میں پھیلی۔

اسی حجم کے یہ بھی برگ و بار ہیں کہ سمجھا گیا کہ قرآن کو وقت کی تحقیقات علیہ کا ساتھ دینا چاہئے۔ چنانچہ کوشش کی گئی کہ نظام بطلموسی اس پر چپکا یا جائے ٹھیک اسی طرح جس طرح آج کل کے دانش فروشوں کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ موجودہ علم ہیئت کے مسائل قرآن پر چپکائے جائیں۔ مثلاً قرآن کے طریقہ استدلال کو منطقی جامہ یا جہاں ممکن کو اکاب آسمان و نجوم کے الفاظ آگئے ہیں یونانی علم ہیئت کے مسائل چپکانے لگنا۔

آجکل ہندوستان اور مصر کے بعض مدعیان اجتہاد و نظر نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ زمانہ حال کے اصول علم و ترقی، قرآن سے ثابت کیے جائیں یا جدید تحقیقات علیہ کا اس سے استنباط کیا جائے۔ گویا قرآن صرف اس لیے نازل ہوا ہے کہ جو بات کو پرنیکس اور نیوٹن نے یا ڈارون نے اور ویلسن نے بغیر کسی الہامی کتاب کی فلسفیانہ اندیشوں کے دریافت کر لی اسے چند صدی پہلے

ماہنامہ سائنس کہ جس کے ایڈیٹر جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ ترین دینی مزاج بخشا ہے کے مختلف شماروں میں قرآنی آیات اور سائنسی نظریات پر درج ذیل مضامین شائع ہوئے ہیں۔

۱۴ ستمبر 2003ء ”قرآن حکیم اور موجودہ نظام سنی“  
پروفیسر قمر اللہ خان صاحب گورکھپور۔

اکتوبر 2003ء ”کائنات اور قرآن حکیم“ پروفیسر قمر اللہ خان صاحب گورکھپور۔

نومبر 2003ء ”وقت کی ابتداء۔ بگ بینک اور قرآن حکیم“  
پروفیسر قمر اللہ خان صاحب، گورکھپور۔

دسمبر 2003ء ”شہاب ثاقب قرآن کریم کی روشنی میں“  
نہال احمد محمد مصطفیٰ صاحب انصاری ممبئی۔

فروری 2004ء ”مکہ مکرمہ ناف زمین ہے“ ریحان انصاری صاحب ممبئی۔

مضامین بالا پر درج ذیل ردعمل رسالہ میں شائع ہوئے ہیں۔

اکتوبر 2003ء جناب مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی صفحہ 54  
نومبر 2003ء حکیم عل الرحمن، صفحہ 53-54

دسمبر 2003ء جناب پروفیسر قمر اللہ خان صاحب، جواب ردعمل نومبر صفحہ 49-50

جنوری 2004ء جناب ڈاکٹر فضل ن۔ م۔ احمد ریاض سعودی عرب، صفحہ 53-54

مندرجہ بالا مضامین، ردعمل، اور ردعمل کی وضاحتیں سب تخلیق کائنات کی تفصیل سے متعلق ہیں اور قرآنی آیات سے موجودہ سائنسی نظریات کی تطبیق کی گئی ہے۔



## رد عمل

کریں۔ وہ فلک پر انوار لیے ہوئے ہوں کہ زمین پر روشنی ڈالیں۔  
خدا نے دو بڑے نیر بنائے ایک نیر اکبر کہ دن پر حکم کرے اور ایک  
نیر اصغر کہ رات پر حکم کرے اور اس نے ستاروں کو بھی بتایا اور  
فلک پر کھاکہ زمین پر روشنی ڈالیں۔

☆ اور خدا نے کہا پانی جانداروں کو کثرت سے پیدا کرے اور  
پرندے زمین کے اوپر فضا میں اڑیں۔

☆ اور خدا نے کہا زمین جانداروں کو ان کی جنس کے موافق  
چوپائے اور ریختے والے جاندار اور جنگلی جانور ان کی جنس کے  
مطابق پیدا کرے۔

☆ پھر خدا نے کہا ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند  
بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں۔ آسمان کے پرندوں اور چوپائیوں  
اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر ریختے ہیں اختیار  
رکھیں۔ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا نہاری کو پیدا کیا اور  
ان کو بہت برکت دی۔

☆ آسمان اور زمین اور ان کے کل لنگر کا بیانا چھ دن میں مکمل  
ہوا اور ساتویں دن کو برکت دی۔  
اب قرآن مجید کی تفصیلات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

☆ سورہ ہود۔ پارہ 12 رکوع 1، آیت 7

(ترجمہ) وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں

معموں کی طرح دنیا کے کان میں پھونک دے پھر وہ بھی صدیوں  
تک دنیا کی سمجھ میں نہ آئے یہاں تک کہ موجودہ زمانے کے منفر  
پیدا ہوں اور تیرہ سو برس پہلے کے معے حل فرمائیں۔

☆ مولانا ابوالکلام آزاد کی مندرجہ بالا تحریر کے بعد مجھے اس قدر  
کہنا ہے کہ ایسے تمام حضرات تخلیق کائنات اور انتقام کائنات پر قرآن  
کریم اور توریت کے باب پیدائش پر نظر ڈال لیں اور کوشش کریں کہ  
ان کی تحقیقات ان کی حدود سے تجاوز نہ کریں اب میں قرآن کریم اور  
توریت کے اقتباسات بابت پیدائش کائنات پیش کر رہا ہوں۔

## 1- توریت باب پیدائش آیت 1

☆ خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔  
☆ خدا نے کہا پانیوں کے درمیان فضاء ہو تاکہ پانی پانی سے  
جدا ہو جائے۔ خدا نے فضا کو آسمان کہا۔ فضا کے نیچے کے پانی کو اوپر  
کے پانی سے جدا کیا۔

☆ خدا نے کہا آسمان کے نیچے کا پانی الگ جگہ جمع ہو تاکہ  
خسکی نظر آئے۔ خدا نے خشکی کو زمین کہا اور جو پانی جمع ہو گیا تھا  
اسے سمندر۔

☆ خدا نے کہا فلک پر نیر ہوں کہ دن کو رات سے الگ

## سبز چائے

قدرت کا انمول عطیہ

خطرناک کو لیسٹرول کی مقدار کم کر کے دل کے امراض  
سے محفوظ رکھتی ہے، کینسر سے بچاتی ہے۔

آج ہی آزمائے

ماڈل میڈیکل یورپ



1443 بازار چٹلی قبر، دہلی۔ 110006 فون: 2326 3107, 23255672



## رد عمل

اور تھا اس کا عرش پانی پر۔

☆ سورہ حم سجدہ پارہ 24۔ رکوع 16، آیات 9-12

جس نے بنائی زمین و دودن میں اور رکھے اس میں پہاڑ اور سے اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھہرائیں اس کے اندر خوراکیں یعنی چار دن میں یہ کام پورا ہوا۔ پھر متوجہ ہوا آسمان کی طرف وہ دھواں تھا پھر کر دیئے سات آسمان و دودن میں اور اتارا ہر آسمان کا حکم اور رونق دی ہم نے سب سے نیچے والے آسمان کو دنیا کو چراغوں سے اور محفوظ کر دیا۔ یہ بتایا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

☆ پارہ 21، سورہ لقمان، رکوع 10، آیت 10

بنائے آسمان بغیر ستون کے اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو لے کر جگہ بند پڑے اور پھیلا دیئے اس میں سب طرح کے جانور۔

☆ پارہ 23، سورہ یٰسین، رکوع 4، آیات 81

جب وہ کسی چیز کو کرنا چاہتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ ہو جائیں وہ ہو جاتی ہے۔

☆ پارہ 17، سورہ انبیاء، رکوع 3، آیت 30

آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا۔

☆ سورہ الصافات، رکوع 5 پارہ 23، آیت 6

ہم نے زمین پر بخشی آسمان دنیا کو ستاروں سے۔

تصویر کا دوسرا رخ قیامت ہے جس کے ثبوت کے لیے لوگ سائنسی دلائل پیش کر رہے ہیں کہ لوہ و دھات ختم ہو رہا ہے۔

زمین کی سطح گھٹ رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم قیامت کا قرآنی تصور پیش کر رہے ہیں۔

☆ پارہ 24، سورہ زمر، رکوع 4 آیت 67

اور پھونکا جائے گا صور۔ پھر بے ہوش ہو جائیں گے سب جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہیں سوائے اس کے کہ جس کو اللہ نہ چاہے۔ پھر پھونکا جائے گا صور تو فوراً اٹھ کھڑے ہو جائیں گے۔

☆ پارہ 29، رکوع 5، سورہ حافت۔ آیت 13

جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ اور کوٹ دیئے جائیں گے ایک بار پھر اس دن ہو پڑے گی پڑنے والی (قیامت) اور پھٹ جائے گا آسمان اور وہ بکھر رہا ہو گا اور فرشتے ہوں گے کتاروں پر اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا۔

☆ پارہ 27، رکوع 8، سورہ طور۔ آیت 9

جس دن لرزے گا آسمان کپکپا کر اور پھر نکلے پہاڑ اڑتے ہوئے۔

آمار قیامت میں سب سے آخری واقعہ یہ ہو گا کہ سورج غروب ہونے کے بعد پھر ایک بار مغرب کی جانب سے طلوع ہو گا اور ایک تیزہ بلند ہو کر پھر غروب ہو جائے گا۔ اس کے بعد توپ کے دروازے بند ہو جائیں گے اور کسی کا ایمان لانا قبول نہیں ہو گا اور

WITH BEST COMPLIMENTS FROM:

**UNICURE (INDIA) PVT.LTD.**

MANUFACTURERS OF DRUGS & PHARMACEUTICALS UNDER WHO NORMS

C-22, SECTOR-3, NOIDA-201301

DISTT. GAUTAM BUDH NAGAR (U.P)

PHONE : 011-8-24522965 011-8-24553334

FAX : 011-8-24522062

e-mail : Unicure@ndf.vsnl.net.in



## رد عمل

رد عمل کے دوسرے حصہ میں لکھا ہے کہ کل فی فلک یسبحون کی تحقیق غیر تشریف بخش ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ نظریہ سر سید احمد خان یہ ہے کہ ہر چیز کو اسباب اور دلیل کے ساتھ قبول کرو۔ یہ درست نہیں ہے۔ ایمان بالغیب کے تقاضے یہ ہیں کہ اس میں صرف یہ تحقیق کافی ہے کہ وہ چیز ہمیں پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچی ہے اور اگر یہ تصدیق ہو جائے تو پھر اس کو قطعی یقین کی منزل دینا ہی اصل ایمان ہے۔ اس کے لیے کوئی دلیل ہماری سمجھ میں آتی ہو یا نہ آتی ہو۔ دلائل کی بنیاد پر ماضی میں فرقہ خوارج اور فرقہ معتزلہ پیدا ہوئے اور اسلام کے لیے خطرناک ثابت ہوئے۔ مثلاً قیامت کی تفصیل میں یہ صورت کہ پہاڑ روٹی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے غیر مدلل ہے۔ سر سید نے فرعون کی غرق آبی اور موسیٰ کے پار اترنے کو بجائے کسی معجزہ کے مد و جذر سے تعبیر کر دیا۔ ہمارے ماضی کے بعض فلسفی کسی معجزے کے وجود کے قائل ہی نہیں یعنی وہ خدائی قدرت کن فیکون پر ایمان نہیں لاتے۔

پہلے صور پھونکے جانے پر تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور دوسرے صور پھونکے جانے پر تمام دنیا کے لوگ آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک کے لوگ زندہ ہو جائیں گے اپنی اپنی قبروں میں سے نکل کر باہر آجائیں گے۔ جلانے لوگوں کے ذرات اکٹھے ہو کر جسم اختیار کر جائیں گے اور میدان حشر میں سب اپنے اپنے نامہ اعمال کے ساتھ خدا کے حضور میں میزان انصاف پر حاضر ہوں گے۔ یہی ہے اختتام دنیا کا اسلامی تصور۔ جو ایک کن فیکون کے ذریعہ عمل میں آئیگا نہ کہ بتدریج ارتقائی طور پر۔

لہذا اگر ایہ طرز عمل کو موجودہ سائنسی نظریات جو کل کی تحقیق پر قابل تبدیل ہیں کی تطبیق قرآنی آیات سے کریں۔ قرآن کریم نے آپ کو صرف اشارے دیئے ہیں تاکہ ہمارے لیے تحقیق کے میدان فراہم ہو جائیں لیکن یہ حقیقت درست نہیں ہے کہ ان اشاروں پر جو تحقیق ہم کریں وہی قطعی اور فائنل ہو۔ یہ میں نے اپنے

طلباء اور شائقین کے لیے نادر تحفے

سائنسی اردو ادب میں پہلی بار

## کونز کی کتابیں

مصنف: عبدالودود انصاری

40 روپے	قیمت :	64	صفحات :	1- جانور کو نز
40 روپے	قیمت :	64	صفحات :	2- پرندہ کو نز
50 روپے	قیمت :	80	صفحات :	3- کیز کو نز (مجلد)
50 روپے	قیمت :	80	صفحات :	4- سانپ کو نز (مجلد)
50 روپے	قیمت :	80	صفحات :	5- مچھلی کو نز (مجلد)
50 روپے	قیمت :	80	صفحات :	6- فلک کو نز (مجلد)

ملنے کا پتہ :

عبدالودود انصاری شاداد منزل، بی۔ ایل نمبر 6، مکان نمبر 43/2

پوسٹ کاٹکی نارہ۔ 743126 ضلع 24 پرگنہ (نار تھ) مغربی بنگال

# خریداری / تحفہ فارم

اردو سائنس ماہنامہ

میں "اردو سائنس ماہنامہ" کا خریداری نام چاہتا ہوں / اپنے عزیز کو پورے سال بطور تحفہ بھیجنا چاہتا ہوں / خریداری کی تجدید کرنا چاہتا ہوں (خریداری نمبر.....) رسالے کا زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ روانہ کر رہا ہوں۔ رسالے کو درج ذیل پتے پر بذریعہ سادہ ڈاک / رجسٹری ارسال کریں:

نام..... پتہ.....

پن کوڈ.....

نوٹ:

- 1۔ رسالہ / رجسٹری ڈاک سے منگوانے کے لیے زر سالانہ = 360/- روپے اور سادہ ڈاک سے = 180/- روپے ہے۔
- 2۔ آپ کے زر سالانہ روانہ کرنے اور ادارے سے رسالہ جاری ہونے میں تقریباً چار ہفتے لگتے ہیں۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد ہی یاد دہانی کریں۔
- 3۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف "URDU SCIENCE MONTHLY" ہی لکھیں۔ دہلی سے باہر کے چیکوں پر 50/- روپے زائد بطور بینک کمیشن بھیجیں۔

پتہ : 665/12 ذاکر نگر، نئی دہلی. 110025

## ضروری اعلان

بینک کمیشن میں اضافے کے باعث اب بینک دہلی سے باہر کے چیک کے لیے = 30/- روپے کمیشن اور = 20/- روپے برائے ڈاک خرچ لے رہے ہیں۔ لہذا قارئین سے درخواست ہے کہ اگر دہلی سے باہر کے بینک کا چیک بھیجیں تو اس میں = 50/- روپے بطور کمیشن زائد بھیجیں۔ بہتر ہے رقم ڈرافٹ کی شکل میں بھیجیں۔

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ : 665/12 ذاکر نگر، نئی دہلی. 110025

پتہ برائے عام خط و کتابت : ایڈیٹر سائنس پوسٹ باکس نمبر 9764

جامعہ نگر، نئی دہلی. 110025

## سوال جواب کوپن

نام

عمر

تعلیم

مشغلہ

مکمل پتہ

پن کوڈ تاریخ

## سائنس کوئز کوپن

نام

تعلیم

خریداری نمبر (برائے خریدار)

اگر دکان سے خریدا ہے تو دکان کا پتہ

مشغلہ

گھر کا پتہ

پن کوڈ فون نمبر

اسکول/دکان/آفس کا پتہ

پن کوڈ

## کاوش کوپن

نام

عمر

کلاس

یکشن

اسکول کا نام و پتہ

پن کوڈ

گھر کا پتہ

پن کوڈ

تاریخ

## شرح اشتہارات

کمل صفحہ	2500/=	روپے
نصف صفحہ	1900/=	روپے
چوتھائی صفحہ	1300/=	روپے
دوسرا و تیسرا کور (بلیک اینڈ وائٹ)	5,000/=	روپے
ایضاً (ملٹی کلر)	10,000/=	روپے
پشت کور (ملٹی کلر)	15,000/=	روپے
ایضاً (ڈوکٹر)	12,000/=	روپے

چھ اندراجات کا آرڈر دینے پر ایک اشتہار مفت حاصل کیجئے۔  
کیپشن پر اشتہارات کا کام کرنے والے حضرات رابطہ قائم کریں۔

● رسالے میں شائع شدہ تحریروں کو بغیر حوالہ نقل کرنا ممنوع ہے۔

● قانونی چارہ جوئی صرف دہلی کی عدالتوں میں کی جائے گی۔

● رسالے میں شائع شدہ مضامین میں حقائق و اعداد کی صحت کی بنیادی ذمہ داری مصنف کی ہے۔

● رسالے میں شائع ہونے والے مواد سے مدبر، مجلس ادارت یا ادارے کا متعلق ہونا ضروری نہیں ہے۔

اونر، پرنٹر، پبلشر شاہین نے کلاسیکل پرنٹرس 243 چاوڑی بازار، دہلی سے چھپوا کر 665/12 ذکر نمبر  
نئی دہلی-110025 سے شائع کیا۔  
بانی و مدبر اعزازی: ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

# نئی صدی کا عہد نامہ

آئیے ہم یہ عہد کریں کہ اس صدی کو ہم اپنے لیے

”تمکیل علم صدی“

بنائیں گے..... علم کی اس غیر حقیقی اور باطل تقسیم کو ختم کر دیں گے جس نے درس گاہوں کو ”مدرسوں“ اور ”اسکولوں“ میں بانٹ کر آدھے ادھورے مسلمان پیدا کیے ہیں۔

**آئیے عہد کریں کہ نئی صدی مکمل اسلام اور مکمل علم کی صدی ہوگی**

ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی سطح پر یہ کوشش کرے گا کہ ہم خود اور ہماری سرپرستی میں تربیت پانے والی نئی نسل بھی مکمل علم حاصل کر سکے..... ہم ایسی درس گاہیں تشکیل دیں گے کہ جہاں اسکولی سطح تک مکمل علم کی تعلیم ہو اور جہاں سے فارغ ہونے والا طالب علم حسب منشا علم کی کسی بھی شاخ میں، چاہے وہ تفسیر، حدیث یا فقہ ہو، چاہے الیکٹرانکس، میڈیسن یا میڈیا ہو، تعلیم جاری رکھ سکے گا۔

**آئیے ہم عہد کریں کہ**

مکمل علم و تربیت سے آراستہ ایسے مسلمان بنیں گے اور تیار کریں گے کہ جن کے شب و روز محض چند ارکان پر نہ نکلے ہوں بلکہ وہ ”پورے کے پورے اسلام میں ہوں“ تاکہ حق بندگی ادا کرتے ہوئے دنیا میں وہی کام کریں جن کے واسطے ان کو بھیجا گیا ہے۔ یعنی وہ خیر امت جس سے سب کو فیض پہنچے۔ اگر ہم صدق دلی سے اور خلوص نیت سے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل کی غرض سے یہ قدم اٹھائیں گے تو انشاء اللہ یہ نئی صدی ہمارے لیے مبارک ہوگی۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

URDU **SCIENCE** MONTHLY APRIL 2004

665/12 Zakir Nagar New Delhi - 110025

RNI Regn. No. 57347/94 Postal Regn. No. DL 11337/2004-5. Licence to Post Without Pre-payment at New Delhi P SO New Delhi 110002  
Posted on 1st & 2nd of every month. Licence No. U(C)180/2004-5. Annual Subscription: Ordinary Post-Rs. 180/= Regd Post-Rs. 380/=

# Indec *Overseas*

## Exporter of Indian Handicrafts



**We have wide variety of.....**

**Costume Jewelry, Accessories, X-Mass decoration.**

**Glass Beads, Photo frames, Candle Stand, Nautical, Boxes, Hand Bags etc.**

**Contact person: S.M.Shakil**

**E-Mail: indecc@del3.vsnl.net.in**

**URL:** [www.indec-overseas.com](http://www.indec-overseas.com)

**Tel.: (0091-11) 23941799, 23923210**

**793, Katra Bashir Ganj, Ballimaran.**

**Chandni Chowk, Delhi 110 006**

**(India)**

**Telefax: (0091-11) - 23926851**